ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جنوری 2016ء

آپ سب کو یہ نیا سال ہر لحاظ سے مبارک ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گزشتہ سال 02؍جنوری 2015ء کو خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح، مورڈن میں فرمایا:

''آج کا جمعہ اس نئے سال 2015ء کا پہلا جمعہ ہے۔ مجھے مختلف لوگوں کے نئے سال کے مبارکباد کے پیغام آ رہے ہیں۔ فیکسیں بھی اور زبانی بھی لوگ کہتے ہیں۔ آپ سب کو بھی یہ نیا سال ہر لحاظ سے مبارک ہو۔ لیکن ساتھ ہی مَیں یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہو گا جب ہم اپنے یہ جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس قدر ادا کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لئے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لئے اس حق کی ادائیگی کے لئے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 23جنوری 2015ء)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی ماہنامہ مجلّہ

جنوری 2016ء　جلد نمبر 45　شمارہ 1

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے خلاصے	4
☆	خلفائے احمدیت کے قبولیتِ دعا کے واقعات　ازمکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن	8
☆	ہماری زندگی کا عظیم لائحہ عمل: توحید کا قیام　ازمکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر صاحب	13
☆	پروفیسر چوہدری محمد علی کی فعلی شہادت　ازمکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خاں صاحب	17
☆	بہارِ اردو کے جہانِ نو　ازمکرم ڈاکٹر الطاف قدیر صاحب	19
☆	سابق ممبر پنجاب اسمبلی مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب کی چند یادیں　ازمکرم ملک حمید اللہ خاں صاحب	20
☆	گلاب کے پھولوں کا شہر : ونڈسر　ازمکرم پروفیسر محمد اعظم نوید صاحب	22
☆	جامعہ احمدیہ کینیڈا کی چند مساعی کا تذکرہ	25
☆	مذاہب میں انتہا پسندی کا حل : بین المذاہب کانفرنس کی روداد　ازمحمد اکرم یوسف	26
☆	شامی مہاجرین کی بحالی کے لئے ورکشاپ، کانفرنس اور شاندار عشائیہ کی تقریب	29
☆	بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	34
☆	تصاویر: ملک مظفر، اسعد سعید اور بعض دوسرے	

نگران

ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

پروفیسر ہادی علی چوہدری

اعزازی مدیر

حسن محمد خان عارفؔ

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران

حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

آصف منہاس، مسعود ناصر، فوزیہ بٹ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

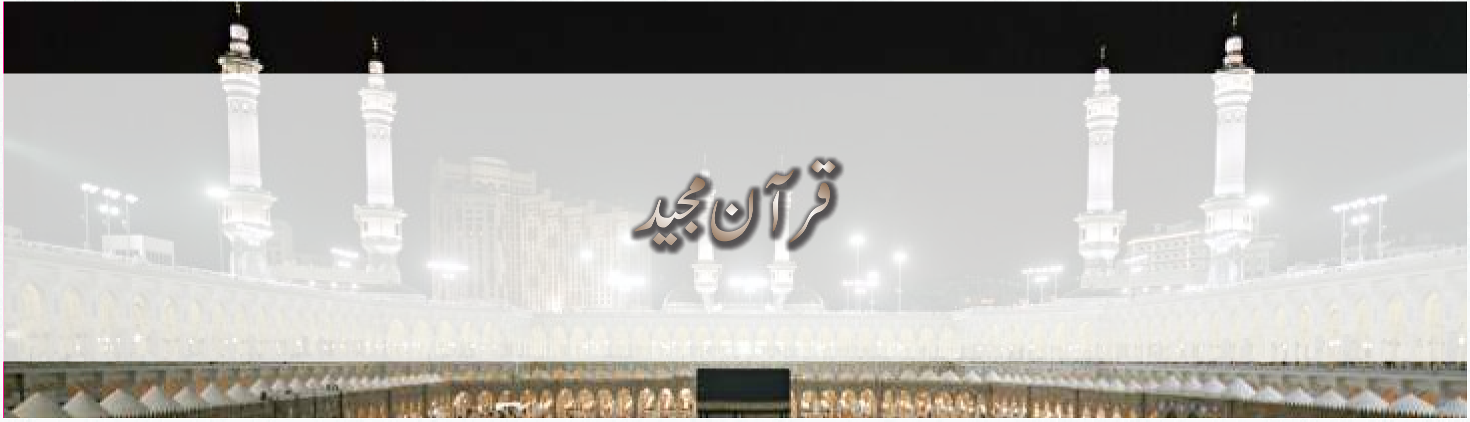

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا○

(سورۃ بنی اسرائیل 81:17)

اور تو کہہ اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو۔ اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا فرما۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ۔ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا۔ وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَیَھْدِیْ اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَاللّٰہِ کَذَّابًا۔

(صحیح بخاری ۔ کتاب الادب، باب قول اللہ اتقواللہ و کونوا مع الصادقین۔
حدیقۃالصالحین، حدیث نمبر 697، صفحہ 658-659)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

بہترین نصیحت

سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرزِ عمل کو پسند نہیں فرماتا۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو۔ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ یک رنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے، وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔

اس وقت میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں اور وہ بھی رعایا کے ہی بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں۔ تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پر کئی بار جنگ کرنی پڑتی ہے۔ گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں، مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ اُن کا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقتاً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں۔ کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی۔ بے شک دے رکھی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جس کی نظیر کابل اور نواحِ کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے۔ ان سرحدی مجنونوں کے لڑنے کی کوئی وجہ بجز پیٹ کے نہیں ہے۔ دس روپے مل جاویں تو وہ غازی پن غرق ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

(ملفوظات۔ جلد 2، صفحہ 27)

حفاظت قرآن سے متعلق دینی تعلیم اور اپنے علم وعمل سے قرآن کی خوبیوں کو پیش کرنے کی تلقین

قرآن کریم دنیا میں امن وسلامتی کی ضمانت ہے اور شدت پسندی کے خاتمے کی تعلیم دیتا ہے

دنیا کو آگ کے گڑھے سے بچانے کے لئے ہمیں اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا، اس کے آگے جھکنا اور اس کا تقویٰ اختیار کرنا ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 11 دسمبر 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں غیر اقوام کی طرف سے اسلام پر کئے جانے والے اس اعتراض کا جواب دیا کہ اسلام کی تعلیم میں جو جہاد اور بعض دوسرے سختی کرنے کے احکامات ہیں ان کی وجہ سے اس کے ماننے والے شدت پسند بنتے ہیں یا شدت پسندی کی طرف رجحان ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس طرح دوسرے مذاہب والوں نے اپنی تعلیم میں زمانے کی ضرورت اور حالات کے مطابق تبدیلیاں کر لی ہیں۔ اس طرح اب قرآن کریم کو بھی اس زمانے کے مطابق احکامات کو ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا بہرحال اس سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ ان کی تعلیم اب خدا کی بھیجی ہوئی نہیں رہی بلکہ انسانوں کی بنائی ہوئی تعلیم رہ گئی ہے۔ کیوں کہ ان تعلیموں کی حفاظت کا خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں تھا لیکن قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ اس ذکر یعنی قرآن کریم کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے تو پھر اس کی حفاظت کے سامان بھی فرمائے۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ ایک قوم پیدا ہوگی جو کہ اس قرآن کریم کو دنیا سے مٹانا چاہے گی، اس وقت خدا تعالیٰ آسمان سے اپنے کسی فرستادے کے ذریعے سے اس کی حفاظت کرے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کی تعلیم تو امن اور سلامتی کی تعلیم ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں ہی ہم نے یہ تعلیم دنیا کو دکھانی ہے۔ ان کو یہ بتانا ہے کہ تم جو بغیر علم کے کہہ دیتے ہو کہ اسلام کی تعلیم میں شدت پسندی ہے اسی لئے اس کے ماننے والے شدت پسند بنتے ہیں، یہ تمہاری کم علمی اور جہالت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت دنیا کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھانا بہت ضروری ہے۔ ہر احمدی کا کام ہے کہ ہر طبقے اور ہر مزاج تک اس پیغام کو پہنچائیں۔ حضور انور نے قرآن کریم سے بعض مثالیں بیان فرمائیں جو اسلام کی امن کی تعلیم کی خوبصورتی ظاہر کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ قرآن میں صاف حکم ہے کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ اور اسلام کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتداء میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں کھینچی گئی تھی بلکہ دشمن کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی مگر اسلام کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کا علم حاصل کرے اور پھر اپنے نیک نمونے قائم کرکے دنیا کو اپنی طرف کھینچے اور یہی علم اور عمل ہے جس سے اس زمانے میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آتے ہوئے قرآن کریم اور اسلام کی حفاظت کے کام میں حصہ دار بن سکتے ہیں اور دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ اگر دنیا میں حقیقی امن قائم کرنا ہے تو قرآن کریم کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتا ہے۔

حضور انور نے امن اور سلامتی سے متعلق قرآنی تعلیم بیان فرمائی اور فرمایا کہ صرف اسلام ہی ہے جو دنیا میں امن و سلامتی کی ضمانت بن سکتا ہے اور یہ صرف قرآن کریم ہی ہے جو امن وسلامتی پھیلانے اور شدت پسندی کے خاتمے کی تعلیم دیتا ہے۔ پس اس تعلیم کا ادراک حاصل کرنے اور اس تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ حضور انور فرمایا کہ قرآن کریم کی صحیح تفسیر اور تشریح ہی اس کی معنوی حفاظت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور ہمیں آپ کو ماننے کی توفیق دے کر اس کام کے لئے ہمیں بھی چن لیا ہے۔ پس یہ خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلانے کا کام سر انجام دینا ہر احمدی کی ذمہ داری ہے۔ دنیا اس وقت آگ کے گڑھے کے جس دہانے پر کھڑی ہے۔ ایسے وقت میں دنیا کو اس آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرنا اور امن وسلامتی دینے کا کام کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا اور اس کے آگے جھکنا ہے، اس کا تقویٰ اختیار کرنا ہے، تب ہی ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بھی اور دنیا کو بھی امن وسلامتی دے سکتے ہیں۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آخر پر مکرم عنایت اللہ احمدی صاحب مربی سلسلہ ریٹائرڈ کی نماز جنازہ حاضر اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب درویش قادیان اور مکرمہ سیدہ قانتہ بیگم صاحبہ اڑیسہ کی وفات پر مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 14 دسمبر 2015ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ کے خلاصے

مرتبہ: وکالت علیا تحریکِ جدید ربوہ

خطبہ جمعہ فرمودہ 6 فروری 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پر بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ان میں یہ لکھا ہوا ہے اور وہ لکھا ہوا ہے، اس لئے کیونکہ وہ پڑھتے ہی اعتراض کرنے کے لئے ہیں اور سیاق وسباق سے بھی نہیں ملاتے، تو یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، اعتراض کرنے والے تو خدا تعالیٰ کے کلام میں بھی اعتراض نکال لیتے ہیں، اسی لئے قرآن کریم کے بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ مومنوں کے لئے تو شفا اور رحمت ہے لیکن اعتراض کرنے والے ظالم لوگوں کو یہ خسارہ میں ڈالتا ہے، ایسے لوگ مزید دور ہٹنا شروع ہو جاتے ہیں اور مذہب کی ضرورت پر اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک واقعہ سنایا کرتے تھے، ایک دفعہ رستم کے گھر چور آ گیا، اس کی شہرت فنون جنگ میں تو تھی، تلوار چلانی خوب جانتا تھا لیکن ضروری نہیں کہ وہ کشتی کے فن میں بھی ماہر تھا، بہرحال چور آ گیا، اس نے چور کو پکڑنے کی کوشش کی، چور کشتی کرنا جانتا تھا، اس نے رستم کو نیچے گرا دیا، جب رستم نے دیکھا کہ اب تو میں مارا جاؤں گا تو اس نے کہا آ گیا رستم، چور یہ سن کر فوراً اسے چھوڑ کر بھاگ گیا۔

آج جو لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمسخرانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں یا بیہودہ گوئیاں کرتے ہیں، آپ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے نبی ہیں، کیا آپ کے بارہ میں لوگوں کی بیہودہ گوئیوں کو اللہ تعالیٰ یونہی جانے دے گا؟ نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو دنیا میں بھی عبرت کا نشان بنا تا ہے، پس ایسے لوگوں کا علاج مسلمانوں کو بندوق سے نہیں کرنا بلکہ دعاؤں کے ذریعے سے کرنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک واقعہ کا ذکر کرتے فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیالکوٹ میں گئے تو مولویوں نے فتویٰ دیا کہ جو ان کے لیکچر میں جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا، لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشش ایسی تھی کہ لوگوں نے اس فتوے کی بھی فکر نہ کی، راستوں پر پہرے لگا دیئے گئے تا کہ لوگوں کو جانے سے روکیں، سڑکوں پر پتھر جمع کر لئے گئے کہ جو نہ رکے گا اسے ماریں گے، پھر جلسہ گاہ سے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لے جاتے تھے کہ لیکچر نہ سنیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دن بھر گھر کے اندر کام کرتے لیکن روزانہ ایک دفعہ سیر کے لئے ضرور جاتے، اپنی عمر اور کام کے باوجود سیر کی اس قدر باقاعدگی رکھتے جو آج ہم سے نہیں ہو سکتی، کھلی ہوا میں چلنا پھرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا دماغ کے لئے مفید ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصیحت فرماتے ہیں کہ کھلی ہوا میں مشقت کرنے سے جہاں صحت اچھی رہے گی وہاں ان کا دماغ بھی ترقی کرے گا، اور وہ دنیا کے لئے مفید وجود بن جائیں گے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 13 فروری 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ نقائص اور کمزوریاں ہمیشہ دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک فردی کمزوریاں اور نقائص ہیں اور ایک قومی کمزوریاں اور نقائص ہیں۔ اسی طرح خوبیاں بھی دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک فردی خوبیاں ہیں اور ایک قومی خوبیاں ہیں۔ نیکی اور بدی اپنے ماحول کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جیسے کوئی بیج زمین کے بغیر نہیں اُگ سکتا، اس کے بغیر بیج اگر اُگے گا بھی تو تھوڑے عرصے میں مرجائے گا۔ اسی طرح بدی یا نیکی جو نقائص یا خوبی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہ ماحول کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص زہر کھالے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ زہر ہاتھ پاؤں دماغ یا دوسرے اعضا پر اثر نہ کرے۔ یہ تمام جسم پر اثر کرے گا۔ اسی طرح جو کھانا ہم کھاتے ہیں اس سے جسم کا ہر حصہ فائدہ اٹھائے گا۔ اسی طرح نیکی اور بدی جو قومی طور پر پیدا ہو وہ تمام قوم پر اثر ڈالتی ہے۔ بہرحال یہی قاعدہ ہے کہ اگر سب کو فائدہ ہو تو جزو کو بھی فائدہ ہوگا اور اگر سب کو نقصان پہنچے تو جزو کو بھی نقصان پہنچے گا۔

پس افراد کی بدیاں تو ان کی تشخیص کر کے پھر ان کا علاج کر کے دور کرنے کی کوشش ہوسکتی ہے لیکن قومی بدیوں کو دور کرنے کے لئے تمام قوم کو غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ کے حوالہ سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جماعت اگر بعض پہلوؤں سے اس پر غور کرے اور اس کا علاج کرے تو فائدہ ہوسکتا ہے۔ جب بدعات پیدا ہوتی ہیں تو اس کی وجہ سے برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر کسی مذہب میں غلط عقائد اور باتیں ہیں تو اس سے ہر شخص متاثر ہوگا۔ معاشرتی اور تمدنی زندگی میں بھی اس کے بد نتائج ہوں گے۔ لیکن ہم جو مسلمان ہیں، قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھتے ہیں اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اس تعلیم میں کوئی نقص نہیں اور اس کے برے نتائج نہیں نکل سکتے یا یہ ہو نہیں سکتا کہ اس سے کوئی بدی پیدا ہو۔

عموماً اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت کے مساجد بھی اور سنٹر بھی ہیں جہاں احمدی باجماعت نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن ابھی بعض علاقے ایسے بھی ہیں جہاں ایک دو گھر احمدیوں کے ہیں، اس لئے وہ گھروں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ بعض اس بات پر کہ مصروفیت ہے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لیتے ہیں۔ بعض کام کی مصروفیت کی وجہ سے نماز جمع کر لیتے ہیں۔ نماز باجماعت کی طرف عموماً توجہ نہیں ہے اور نمازیں جمع کرنے کی طرف بلا وجہ توجہ ہوگئی ہے۔ گویا یہ ایک قومی بیماری بن رہی ہے۔ اس لئے اس کے شدت سے علاج کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ جو حفظِ ماتقدم کرتے ہیں، علاج کراتے ہیں، وہ ظاہری بیماریوں سے دوسروں کی نسبت زیادہ محفوظ رہتے ہیں۔ پس اپنے آپ کو روحانی بیماریوں سے محفوظ

رکھنے کے لئے ہر سطح ہر قومی سوچ کے ساتھ حفظ ماتقدم کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی اصلاح کے بعد بہت زیادہ توجہ سے گمراہی سے بچنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں غور کرتے رہنا چاہئے کہ کہاں کہاں دوسرے مسلمانوں میں نقائص پیدا ہوئے اور ہم نے کس طرح اُن سے بچنا ہے۔

خلافت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایم ٹی اے اور جماعت کی ویب سائٹ بھی مہیا کی ہے۔ ان ذریعوں سے حقیقی تعلیم ہمیں ملتی ہے۔

حضور انور خطبہ جمعہ کے آخر پر محترمہ رضیہ مسرت صاحبہ، مکرم عامر شیراز صاحب، امریکہ کے مکرم الحاج رشید احمد صاحب اور مکرم حسن عبداللہ صاحب کی وفات کا ذکر کیا اور نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج 20 فروری کا دن ہے اور یہ دن جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے نشان مانگا تھا۔ کیونکہ غیر مسلموں کے اسلام پر حملے انتہا تک پہنچ چکے تھے۔ اس لئے آپؑ نے چلہ کشی فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی نشان کی دعا کے قبولیت کے نتیجے میں آپؑ کو خبر دی۔ اس کی تفصیلات کا حضور ابھی ذکر نہیں فرمائیں گے۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپؓ مصلح موعود نہیں، بلکہ مصلح موعود، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی آئندہ نسل سے تین چار سو سال بعد پیدا ہوں گے۔ موجودہ زمانے میں نہیں آسکتا۔ مگر اُن میں سے کوئی خدا کا خوف نہیں کرتا کہ وہ پیشگوئی کے الفاظ کو تو دیکھے اور اُن پر غور تو کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ اِس وقت اسلام پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس وقت اسلام نشان نمائی کی کوئی طاقت نہیں رکھتا، چنانچہ پنڈت لیکھرام اعتراض کر رہا تھا کہ اگر اسلام سچا ہے تو کوئی نشان دکھاوے۔ لوگوں کے یہ کہنے پر کہ آپؓ مصلح موعود ہیں تو اعلان کیوں نہیں کرتے کیونکہ اعلان تو آپؓ نے 1944ء میں کیا تھا، اس پر آپؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے کوشش بھی کی ہے کہ مجھ سے دعویٰ کروائیں کہ میں مصلح موعود ہوں لیکن میں نے کبھی اس کی ضرورت نہیں سمجھی۔ مخالف کہتے ہیں کہ آپؓ کے مرید آپؓ کو مصلح موعود کہتے ہیں مگر آپؓ خود دعویٰ نہیں کرتے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مجھے دعویٰ کی ضرورت کیا ہے، اگر میں مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ نہ کرنے سے میری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ جب 1944ء میں آپؓ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو فرمایا: ہماری جماعت کے دوستوں نے یہ اور اسی قسم کی دوسری پیشگوئیاں بار بار میرے سامنے رکھیں اور اصرار کیا کہ میں ان کو اپنے آپ کو مصداق ظاہر کروں، مگر میں نے ہمیشہ انہیں یہی کہا کہ پیشگوئی اپنے مصداق کو آپ ظاہر کرتی ہے۔ اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں تو زمانہ خود بخود گواہی دے دے گا کہ میں ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوں اور اگر میرے متعلق نہیں تو زمانے کی گواہی میرے خلاف ہوگی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی خلافت کے ابتدا میں ہی انگلستان، سیلون اور ماریشس میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ پھر یہ سلسلہ بڑھا اور بڑھتا چلا گیا۔ چنانچہ ایران میں، روس میں، عراق میں، مصر میں، شام میں، فلسطین میں، لاگوس نائیجیریا میں، گھانا، سیرالیون میں، (گولڈ کوسٹ میں) مشرقی افریقہ میں، یورپ میں، سپین میں، اٹلی میں، چیکوسلواکیہ میں، ہنگری میں، پولینڈ میں، یوگوسلاویہ میں، البانیہ میں، جرمنی میں، امریکہ میں، ارجنٹینا میں، چین میں، جاپان میں، ملائیشیا میں، سماٹرا میں، جاوا میں، سلوویا میں، کاشغر میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مشن قائم ہوئے۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر پر مکرم و محترم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری مربی سلسلہ کا تفصیل سے ذکر خیر فرمایا اور نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 27 فروری 2015ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا کہ میں آپؑ کا بہت مداح ہوں لیکن ایک بہت بڑی غلطی آپؑ سے ہوئی ہے، آپؑ جانتے ہیں کہ علماء کسی کی بات نہیں مانا کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر مان لی تو ہمارے لئے موجب ہتک ہوگی۔ ان سے منوانے کا یہ طریق ہے کہ ان کے منہ سے ہی بات نکلوائی جائے، جب آپؑ کو وفات مسیح کا مسئلہ معلوم ہوا تھا تو آپؑ کو چاہئے تھا کہ چیدہ چیدہ علماء کی دعوت کرتے اور ایک میٹنگ کر کے یہ بات ان کے سامنے پیش کرتے کہ عیسائیوں کو حیات مسیح کے مسئلے سے بہت مدد ملتی ہے اور وہ اعتراض کر کے اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں پھینکے جانے کے متعلق یہ جواب کہ اس جگہ آگ سے ظاہری آگ مراد نہیں بلکہ مخالفت کی آگ ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس تاویل کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ کہا ہے۔ کیا طاعون آگ سے کم ہے؟ اور دیکھو کہ کیا یہ کم معجزہ ہے کہ چاروں طرف طاعون آئی مگر ہمارے مکان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھا، پس حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچالیا ہو تو کیا بعید ہے۔ ہماری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں جب گھر میں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو احسانات ہیں ان میں سے ایک حکیم صاحبؓ کا وجود ہے اور یہ ہمارا ناشکرا پن ہوگا اگر اس کو تسلیم نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا عالم دیا ہے جو سارا دن درس دیتا ہے پھر طب بھی کرتا ہے جس کے ذریعے ہزاروں جانیں بچ جاتی ہیں اور آپؓ اسی طرح میرے ساتھ چلتے ہیں جس طرح انسان کے ساتھ نبض چلتی ہے۔

ایک ترک سفیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ قادیان آیا، ترک حکومت کو مضبوط بنانے کے لئے اس نے مسلمانوں سے بہت سا چندہ لیا اور اس نے جب جماعت احمدیہ کا ذکر سنا تو قادیان بھی آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی گفتگو ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا وہ احترام کیا جو ایک مہمان کا کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے کچھ نصائح فرمائیں کہ دیانت اور امانت پر قائم رہنا چاہئے۔ لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ترکی کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔

حضور انور نے خطبہ کے آخر پر مکرم سمیر بخوتہ صاحب، جرمنی اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کی پاکستان میں وفات کا ذکر فرمایا اور نماز کے بعد ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ سب کو یہ نیا سال ہر لحاظ سے مبارک ہو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گزشتہ سال 02 جنوری 2015ء کو خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح، مورڈن میں فرمایا:

''آج کا جمعہ اس نئے سال 2015ء کا پہلا جمعہ ہے۔ مجھے مختلف لوگوں کے نئے سال کے مبارکباد کے پیغام آ رہے ہیں۔ فیکسیں بھی اور زبانی بھی لوگ کہتے ہیں۔ آپ سب کو بھی یہ نیا سال ہر لحاظ سے مبارک ہو۔ لیکن ساتھ ہی مَیں یہ بھی کہوں گا کہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا فائدہ ہمیں تبھی ہو گا جب ہم اپنے یہ جائزے لیں کہ گزشتہ سال میں ہم نے اپنے احمدی ہونے کے حق کو کس قدر ادا کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہم اس حق کو ادا کرنے کے لئے کتنی کوشش کریں گے۔ پس ہمیں اس جمعہ سے آئندہ کے لئے ایسے ارادے قائم کرنے چاہئیں جو نئے سال میں ہمارے لئے اس حق کی ادائیگی کے لئے چستی اور محنت کا سامان پیدا کرتے رہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے اس کا حق نیکیوں کے بجا لانے سے ہی ادا ہو گا لیکن ان نیکیوں کے معیار کیا ہونے چاہئیں؟ تو واضح ہو کہ ہر اس شخص کے لئے جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے اور احمدی ہے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود مہیا فرما دیئے ہیں، بیان فرما دیئے ہیں اور اب تو نئے وسائل اور نئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے ہر شخص کم از کم سال میں ایک دفعہ خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر یہ عہد کرتا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ معیاروں کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کرے گا۔ اور ہمارے لئے یہ معیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں کھول کر بیان فرما دیئے ہیں۔ کہنے کو تو یہ دس شرائط بیعت ہیں لیکن ان میں ایک احمدی ہونے کے ناطے جو ذمہ داریاں ہیں ان کی تعداد موٹے طور پر بھی لیں تو تیس سے زیادہ بنتی ہے۔ پس اگر ہم نے اپنے سالوں کی خوشیوں کو حقیقی رنگ میں منانا ہے تو ان باتوں کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ ورنہ جو شخص احمدی کہلا کر اس بات پر خوش ہو جاتا ہے کہ میں نے وفات مسیح کے مسئلے کو مان لیا یا آنے والا مسیح جس کی پیشگوئی کی گئی تھی اس کو مان لیا اور اس پر ایمان لے آیا تو یہ کافی نہیں ہے۔ بے شک یہ پہلا قدم ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ ہم نیکیوں کی گہرائی میں جا کر انہیں سمجھ کر ان پر عمل کریں اور برائیوں سے اپنے آپ کو اس طرح بچائیں جیسے ایک خونخوار درندے کو دیکھ کر انسان اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب یہ ہو گا تو تب ہم نہ صرف اپنی حالتوں میں انقلاب لانے والے ہوں گے بلکہ دنیا کو بدلنے اور خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا ذریعہ بن سکیں گے۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 23 جنوری 2015ء)

غزل

محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ

جس طرح ہوتے فلک سے ہیں ستارے رخصت
ایک ایک کرکے ہوئے جاتے ہیں سارے رخصت

کوئی آغوش کی گرمی سے ہوا ہے محروم !
ہوگئے ہیں کہیں جینے کے سہارے رخصت

ایسے لگتاہے کہ بس جان نکل جاتی ہے
جب بھی ہوتے ہیں کبھی جان سے پیارے رخصت

وہ جو اخلاق و روایات کا گہوارہ تھے
ہوئے تہذیب کے کتنے ہی ادارے رخصت

کتنے در بند ہوئے ۔ کتنے ٹھکانے چھوٹے
کیسے کیسے نہ ہوئے مان ہمارے رخصت

جانے والو تمہیں کیا علم جو دل پہ گزری
ولولے کتنے ہوئے ساتھ تمہارے رخصت

کچھ نئے برج بھی تعمیر ہوئے جاتے ہیں
ہوئے جاتے ہیں مگر پہلے منارے رخصت

جن کے اوراق پہ ماضی کی تھی تاریخ رقم
ہوگئے کیسے گراں مایہ شمارے رخصت

خود بھی جو ہجر کی تکلیف سے گزرے پیہم
ہوتے جاتے ہیں وہ سب درد کے مارے رخصت

دمِ رخصت مرے سر پہ ہو رضا کا سایہ
اور دنیا بھی بصد رنج پکارے رخصت

خلفائے احمدیت کے قبولیتِ دعا کے واقعات

مکرم مولانا عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ o (سورة البقرہ 2:187)

سامعینِ کرام!

آج کی گزارشات کا موضوع ہے ''خلفائے احمدیت کے قبولیتِ دعا کے واقعات۔''

خدا تعالیٰ سمیع الدعا ہے اور مجیب الدعوات ہے اور وہ ہر مضطر کی دعا قبول کرتا ہے اور اس کا یہ فیض بہت عام ہے۔ لیکن وہ جو خدا تعالیٰ کے بہت پیارے اور اس کے مقرب ہوتے ہیں۔ جیسے انبیاء اور ان کے خلفاء، ان کی دعاؤں کی قبولیت اپنی کثرت کے اعتبار سے اور اپنی کمیت اور کیفیت کے اعتبار سے دوسروں سے بہت زیادہ اور بے انتہاء بڑھی ہوتی ہے اور زمرہ انبیاء میں بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اس پہلو سے بھی سب سے افضل اور اعلیٰ ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'اے محمد ﷺ! جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو انہیں بتادے کہ میں یقیناً قریب ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں۔ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ اختیار کیا جائے تو پھر ان دعاؤں کی قبولیت کی شان بڑھ جایا کرتی ہے۔ یہی مضمون درجہ بدرجہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء اور اولیاء، اصفیا پر اطلاق پاتا ہے۔ اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور آپ کے ظل اور بروزِ کامل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذات میں دعاؤں کی بکثرت اور غیر معمولی قبولیت کے عظیم الشان نشان ہیں جو ہمیں دکھائی دیتے ہیں۔

خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا نے میری دعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔''

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 181)

(اربعین، دوم۔ روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 346)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے خاص دوستوں کی یہ علامتیں ہیں کہ۔۔۔ اُن کی دعائیں بہ نسبت اوروں کے بہت زیادہ مقبول ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ شمار نہیں کر سکتے کہ کس قدر قبول ہوئیں۔''

(ازالہ اوہام، حصہ دوم۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 336)

استجابتِ دعا کا نشان جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا اس کا فیضان خلافتِ مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک نئی شان کے ساتھ وسعت اختیار کرتا ہوا ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ خلفائے احمدیت کی قبولیت دعا کے سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ہیں جو اکنافِ عالم میں روشن نشانوں کی طرح جگمگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

اس مختصر وقت میں آپ کی خدمت میں چند ایک واقعات ہی پیش کر سکوں گا۔

☆ حضرت چوہدری حاکم دین صاحبؓ کا بیان کردہ ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ چوہدری حاکم دین صاحب قادیان میں بورڈنگ ہاؤس میں ایک معمولی ملازم تھے۔ آپ کے پہلے بچے کی ولادت کے وقت آپ کی اہلیہ کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اس حالت میں کوئی اور صورت نہ پا کر میں رات گیارہ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچا اور چوکیدار سے کہا کہ کیا میں اس وقت حضور سے مل سکتا ہوں۔ چوکیدار نے نفی میں جواب دیا۔ لیکن حضور نے میری آواز سن لی اور مجھے اندر بلا لیا۔ میں نے بیوی کی تکلیف کا ذکر کیا۔ آپ نے کھجور پر دعا پڑھ کر مجھے دی اور فرمایا یہ جا کر اپنی بیوی کو کھلا دو اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع دے دیں۔

حضرت حاکم دین صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ کھجور اپنی بیوی کو کھلا دی۔ اس کھجور نے حیرت انگیز طور پر معجزانہ اثر دکھایا اور تھوڑی دیر بعد بچی کی ولادت ہوگئی۔

حاکم دین صاحبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رات کے وقت حضور کو جگانا مناسب نہیں سمجھا کہ آپ سو رہے ہوں گے۔ جب صبح اذان کے وقت حاضر ہوا اور سارا حال عرض کیا تو حضور نے فرمایا 'بچی پیدا ہونے کے بعد تم میاں بیوی تو آرام سے سو رہے۔ اگر مجھے بھی اطلاع دے دی ہوتی تو میں بھی آرام کر لیتا۔ میں تمام رات تمہاری بیوی، کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔'

یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے حاکم دین صاحب بے اختیار رو پڑے اور کہنے لگے کہاں چپڑاسی حاکم دین اور کہاں نور الدین اعظم'

یہ ہے خلفائے احمدیت کی شان جو اپنے متبعین کے لئے اس قدر شفیق اور مہربان ہیں کہ ان کے دکھوں کو اپنے سینے میں سمیٹ کر ساری ساری رات تڑپتے ہوئے ان کیلئے خیر اور بھلائی کی دعائیں کرتے ہیں۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ حضرت چوہدری غلام محمد صاحبؓ بی اے بیان کرتے ہیں:

1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ لگا تار آٹھ روز بارش ہوتی رہی جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم نے قادیان سے باہر نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں۔ آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ میں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی اس کے بعد بارش بند ہوگئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان

بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

اعجازی رنگ میں بارش رکنے کا واقعہ آپ نے سنا ہے تو یہاں میں بینن کی سرزمین پر پیش آنے والے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں:

☆ 2004ء میں افریقہ کے دورہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینن پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ شدید موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ نماز کیلئے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا۔ بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کے لئے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہو رہی ہے۔

حضور انور نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا 'دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔' اس کے بعد حضور انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہو گیا۔ مقامی احباب اس نشان پر بہت حیران ہوئے کہ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہو گئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہو گئے۔

☆ اسی طرح کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک دن قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی پیشگوئی کے مطابق کل یہاں کا موسم شدید خراب ہے۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں ہیں۔ اور کل صبح مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا جانا ہے۔ مہمان بھی آ رہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر فرمایا:

''جس مسجد کا سنگِ بنیاد ہم رکھنے جا رہے ہیں وہ بھی خدا کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔''

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ سنگِ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ تقریب سے فارغ ہو کر حضور انور واپسی کے لئے جب اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہو گئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو پھر مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔ تو یہ ایک نشان تھا جو حضور انور کی دعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

'تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا ہے اور تمہاری محبت رکھنے والا اور تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا اور تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے... اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔''

حضرت سیدہ مہر آپا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

1953ء کے فسادات کا زمانہ تھا۔ محض احمدیت کی دشمنی کی بناء پر حضرت میاں ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کر لیا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ عشاء کے وقت ہم حسبِ معمول صحن میں اکٹھے بیٹھ کر رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ اس موقع پر میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا 'پتہ نہیں! میاں ناصر احمد اور مرزا شریف احمد صاحب کا اس گرمی میں کیا حال ہو گا؟ خدا معلوم نہیں جیل میں کوئی سہولت بھی میسر ہے یا نہیں؟

اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ وہ صرف اس جرم پر ماخوذ ہیں کہ ان کا کوئی جرم نہیں۔ اس لئے مجھے اپنے خدا پر کامل یقین و ایمان ہے کہ وہ جلد ہی ان پر فضل کرے گا۔''

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ عشاء کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں گریہ وزاری کا وہ منظر بھول نہیں سکتی جو اس وقت میری آنکھوں نے دیکھا۔ اس گریہ میں تڑپ اور بے قراری بھی تھی۔ اس میں ایمان و یقین کامل کا بھی مظاہرہ تھا۔ یہی منظر پھر میں نے تہجد کے وقت دیکھا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود بلند آواز سے نہایت عجز اور رقت کے ساتھ دعائیں مانگ رہے تھے۔

چنانچہ جب دن چڑھا اور ڈاک کا وقت ہوا تو پہلا تار جو ملا وہ یہ خوشخبری لئے ہوئے تھا کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب رہا ہو چکے ہیں۔ کتنی جلدی میرے خدا نے مجھے قبولیت دعا کا معجزہ دکھایا۔

☆ اسیروں کا ذکر ہوا ہے تو اسیروں کی رہائی کا ایک اور واقعہ پیش کرتا ہوں۔ سکھر اور ساہیوال کے اسیران کی رہائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اضطراری حالت میں کی جانے والی دردناک دعاؤں کے نتیجہ میں ہوئی۔ حضور انور رحمہ اللہ 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان پر تشریف لے گئے۔ جب حضور انور اپنا دورہ مکمل کر کے واپس لندن تشریف لائے تو یہاں استقبال کرنے والے احباب کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

میں لندن واپس آنے کے لئے قادیان سے دہلی آ چکا تھا اور دس جنوری کا جمعہ دہلی میں پڑھانا تھا۔ پھر میں نے فیصلہ کیا کہ Friday the 10th کا جمعہ ہے۔ مجھے قادیان واپس جا کر یہ جمعہ وہاں پڑھانا چاہئے اور اس میں اسیران کی رہائی کے لئے خصوصی دعا کرنی چاہئے۔ چنانچہ میں قادیان واپس گیا اور جمعہ وہاں پڑھایا اور اسیران کی رہائی کے لئے بہت دعا کی۔ اگلے روز ہفتہ کے دن ابھی ہم امرتسر سٹیشن پر گاڑی کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ مجھے خبر مل گئی کہ سکھر کے اسیران رہا ہو گئے ہیں۔

☆ پھر جب ساہیوال کے اسیران 1994ء میں رہا ہوئے اور یہ خبر یہاں نمازِ ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچی۔ حضور نماز ظہر پڑھانے کیلئے تشریف لائے اور نمازِ ظہر کے بعد کھڑے ہو کر احباب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ 'آج ساہیوال کے اسیران دس سال بعد رہا ہو گئے ہیں۔'

حضور نے فرمایا: 'میں نے اس رمضان میں ان اسیران کے لئے خاص دعا کی تھی کہ اے میرے اللہ! اگلا رمضان ان اسیران کو جیل میں نہ آئے۔ چنانچہ یہ دعا اتنی جلدی اور اس شان کے ساتھ قبول ہوئی کہ اس دعا کے چند دن بعد ہی یہ اسیران رہا ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ربوہ میں مجھے ایک شخص کا خط ملا کہ اس کے دو عزیزوں کو سزائے موت کا فیصلہ ہوا ہے اور اصل مجرم تو بچ گیا ہے لیکن ہم جو مجرم نہیں انہیں سزا مل رہی ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے بھی سزائے موت کا فیصلہ برقرار رکھا ہے۔ بظاہر بچنے کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔ اب ہم رحم کی اپیل کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے دعا کریں۔

چنانچہ میں نے انہیں لکھا کہ میں دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ بڑا ہی قادر اور رحیم ہے۔ اس کے ہاں کوئی بات انہونی نہیں۔ مایوس نہ ہوں۔ چند دنوں کے بعد مجھے ان کا خط ملا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے عدالت نے انہیں اس جرم سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔

☆ ابھی دو سال قبل کا واقعہ ہے کہ ایک عرب ملک میں ہمارے

ایک نہایت مخلص نومبائع عرب احمدی دوست کو پولیس نے محض اس جرم میں قید کرلیا کہ اس نے احمدیت قبول کی ہے۔ انہیں وزنی بیڑیاں ڈال کر جیل میں پھینک دیا گیا اور ضمانت منسوخ کردی گئی اور میل ملاقات بند کردی گئی۔ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ کوئی مقامی وکیل کیس لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ بظاہر رہائی کے تمام دنیاوی راستے بند دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے لئے مسلسل دعائیں کررہے تھے۔ ایک دن حضور نے فرمایا 'انشاء اللہ یہ رہا ہوجائیں گے۔ ایک طرف حضور کی دعا تھی تو دوسری رہائی کے تمام ممکنہ راستے بند تھے۔

حضور انور کی قبولیتِ دعا کا نشان اس طرح ظاہر ہوا کہ اس عرب ریاست کے بادشاہ نے ایک تقریب کے موقع پر بعض قیدیوں کی رہائی کا اعلان کیا تو ان رہا ہونے والے قیدیوں میں پہلا نام ہمارے نومبائع احمدی اسیر کا تھا۔ یہ کیسے ہوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ خلیفہ کے لب سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ یہ انشاء اللہ رہا ہوجائیں گے۔

سامعینِ کرام!

عظیم نشانات، عظیم اخلاص کو چاہتے ہیں۔ اس عرب دوست کیلئے خلیفہ وقت کی قبولیت کا یہ نشان یونہی ظاہر نہیں ہوا بلکہ اس کی وجہ ان کا خلیفۃ المسیح سے اخلاص اور تعلق وفا تھا۔ جب انہیں جیل میں ڈالا گیا تو بار بار کہا گیا کہ احمدیت سے دستبردار ہوجاؤ تو رہا کردیئے جاؤ گے۔ لیکن ان کا جواب تھا ''میں جان دے دوں گا لیکن احمدیت نہیں چھوڑوں گا۔''

اس عرب دوست نے جیل سے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا ''میرے علاقہ میں نو پہاڑ ہیں اور اس علاقے کا دسواں پہاڑ میں ہوں۔ کوئی دھمکی، کوئی لالچ میرے ایمان کو متزلزل نہیں کرسکتی۔'' پس ان کا یہی اخلاص تھا کہ خلیفہ وقت کی دعا ان کے حق میں مقبول ہوئی اور آسمان سے خدا کی تقدیر نے اُس بادشاہ کے قلم سے سب سے پہلے اس نو احمدی عرب کا نام لکھوایا اور سارے دنیوی راستے بند ہونے پر اُس معصوم کی رہائی کے آسمان سے سامان پیدا فرمادیئے۔

☆ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔''

☆ حضرت مولوی عبدالمالک خان صاحب بیان کرتے ہیں؛ 1939ء کا واقعہ ہے۔ میں فیروز پور میں متعین تھا۔ بیٹی کی پیدائش کے بعد اہلیہ سخت بیمار ہوگئی۔ 108 تک درجہ حرارت پہنچ گیا۔ بیوی کو ہسپتال چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگا اور قصرِ خلافت کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر نکلے اور کہا: مالک کس طرح آئے ہو؟ اور ساتھ ہی مجھے اندر لے گئے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بیوی کے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس پر حضور نے دعا کی اور چند لمحے توقف کے بعد میرے بازو پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: 'مولوی صاحب! اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہوگا'۔

جب حضور انور نے یہ بشارت دی تو اس وقت پونے دس بجے کا وقت تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے سیدھا ہسپتال پہنچا اور لیڈی ڈاکٹر سے پوچھا کہ 'کیا میری بیوی کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا؟' اس پر لیڈی ڈاکٹر کہنے لگی کہ تمہیں کیسے پتہ کہ اس کا بخار ٹوٹ گیا ہے اور پونے دس بجے ٹوٹا ہے؟ اس پر مالک صاحب نے کہا کہ میں قادیان سے آرہا ہوں۔ ہمارے خلیفہ نے جب مجھے بشارت دی تھی تو اس وقت پونے دس بجے تھے۔

اس پر وہ لیڈی ڈاکٹر مجھے لیکر وارڈ میں گئی اور اس نے وہاں بخار والا چارٹ دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ نو بجکر پینتالیس منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ حضور کی قبولیت دعا کا گواہ بنا ہوا تھا۔

☆ محمد امین خالد صاحب جرمنی سے بیان کرتے ہیں کہ آج سے 45 سال قبل میرے سینے کی ہڈی میں درد اُٹھا۔ مختلف ڈاکٹروں سے علاج کروایا۔ ہر قسم کے ٹیسٹ کروائے گئے۔ لیکن درد میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ بالآخر ڈاکٹرز بھی بے بس ہوگئے اور مجھے لاعلاج قرار دے دیا اور کہا کہ اب جو چند دن زندگی کے باقی رہ گئے ہیں وہ اسی تکلیف میں گزارو۔ اسی دوران 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ہمبرگ تشریف لائے۔ خاکسار استقبال کے لئے قطار میں کھڑا تھا۔ خاکسار نے شرفِ مصافحہ حاصل کرتے ہوئے اپنی تکلیف بتادی اور کہا کہ ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا ہے اور کہا ہے کہ اب مجھے اس تکلیف سے نجات نہیں مل سکتی۔

اس پر حضور نے بڑے پُر جلال انداز میں فرمایا 'کون کہتا ہے کہ آرام نہیں آسکتا'۔ پھر حضور نے میری قمیض کا ایک بٹن اپنے دستِ مبارک سے کھولا اور میرے سینے پر ایک دائرہ بنایا اور فرمایا کہ 'کیا یہاں درد ہوتا ہے؟' میں نے عرض کیا 'جی حضور!'۔ اس پر حضور نے فرمایا: 'ہم دعا کریں گے۔ انشاء اللہ آرام آجائے گا۔ گھبرائیں مت۔'!

چنانچہ امین صاحب بتاتے ہیں کہ آج اس واقعہ کو 35 سال ہوچکے ہیں اور وہ دن اور آج کا دن میری یہ حالت ہے کہ جیسے یہ تکلیف مجھے کبھی ہوئی ہی نہ تھی۔

☆ جون 1996ء میں پشاور کے قریب شب قدر کے علاقہ میں بڑا دردناک واقعہ ہوا جہاں چوہدری ریاض احمد صاحب کو بڑے بے دردی اور سفاکانہ طریق سے شہید کردیا گیا۔ وہاں ان کے ساتھ ان کے خُسر ڈاکٹر عبدالرشید خان صاحب کو ظالمانہ طریق سے اس قدر مارا گیا کہ اپنی طرف سے مخالفین نے آپ کو مرا ہوا سمجھ کر پھینک دیا۔

آپ خود بیان کرتے ہیں کہ: میرا جسم بے حس اور مردہ ہوچکا تھا اور سینکڑوں لوگوں نے مجھے مار مار کر ختم کردیا تھا۔ لیکن میرا دماغ کام کررہا تھا۔ پولیس آئی تو پولیس نے بھی مجھے مردہ سمجھ کر اُٹھا کر گاڑی میں پھینکا اور اپنی دانست میں میری نعش کو چارسدہ ہسپتال چھوڑ دیا۔ ڈاکٹر نے مجھے مردہ قرار دے کر میرے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بھی تیار کرلی۔ تو اچانک ڈاکٹر نے دیکھا کہ میں ابھی زندہ ہوں۔ اس کے بعد جب کچھ ہوش آئی تو میں نے کہا کہ تم مجھے پشاور کے ہسپتال اسی گاڑی میں بھجوادو جو بظاہر میری نعش لیکر آئی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر نے پشاور بھجوادیا۔ وہاں احمدی ڈاکٹر تھے۔ ان سب کا یہی خیال تھا کہ چند منٹوں کا مہمان ہے۔ چونکہ میری تمام پسلیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ہاتھ فریکچر تھے۔ میرے گھٹنے فریکچر تھے۔ غرضیکہ میرے جسم کا کوئی حصہ سلامت نہیں تھا۔ اس پر حضور انور کو دعا کیلئے لکھا گیا تو حضور کی طرف سے پیغام آیا کہ مجھے ربوہ لایا جائے۔

چنانچہ جب مجھے ربوہ ہسپتال شفٹ کیا گیا اور ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب نے مجھے دیکھا تو میرا تمام جسم چھلنی تھا جسم کی ہڈیاں جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کا علاج انسانی طاقت سے باہر ہے۔ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہم آپ کو کیا دیں، کیا نہ دیں۔ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب گھر گئے اور ایک چمچ اور ایک چھوٹی سی شہد کی بوتل اٹھا لائے۔ اس چمچ سے شہد نکالا اور پیالی میں حل کرکے مجھے دیا۔ جب میں نے شہد پی لیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ وہ چمچ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے استعمال میں لایا کرتے تھے۔ اور یہ چمچ محفوظ پڑا رہا ہے اور استعمال میں نہیں آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس وقت آپ سے زیادہ اس چمچ کے استعمال کا مستحق اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

موصوف بتاتے ہیں کہ اس شہد کے علاوہ مجھے اور کوئی دوائی نہ دی گئی۔ اب میں یہاں ہالینڈ آیا ہوں۔ یہاں کے ڈاکٹروں نے

مجھے چار ہسپتالوں میں چیک اپ کے لئے بھجا ہے۔ وہ جب ایکسرے لیتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ اس کی پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں، چار پانچ جگہ فریکچر ہے، اس کا گھٹنا فریکچر ہے، اس کے ہاتھ فریکچر ہیں۔ یہ چلتا پھرتا کیسے ہے؟ میں نے انکو کہا کہ یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ یہ مسیح موعود علیہ السلام کا ایک معجزہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام جب آئیں گے مردوں کو زندہ کریں گے۔ میں وہ مردہ ہوں جو مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے اور خلیفۃ المسیح کی دعا سے زندہ ہوا ہوں۔ اور آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔

☆ ابھی امسال کی بات ہے کہ افریقہ کے ملک Niger میں ہمارے مبلغ صغیر احمد قمر صاحب سخت بیمار ہوگئے۔ ان کے برین میں clot آنے کی وجہ سے بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ قومہ میں چلے گئے۔ اسی حالت میں تین چار دن گزر گئے۔ ان کی صحت کے بارہ میں حضور کی خدمت میں روزانہ رپورٹ پیش ہوئی۔ حضور انور ان کی کامل شفایابی کیلئے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک روز حضور انور نے فرمایا کہ ان کو ایک ہومیوپیتھی دوائی فوری طور پر دی جائے۔ چنانچہ ہمسایہ ملک بورکینا فاسو سے ہمارے ایک ڈاکٹر یہ دوائی لے کر وہاں پہنچے اور خود انتہائی نگہداشت وارڈ میں جا کر یہ دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی۔

ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جونہی دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی تو ان کے جسم نے حرکت کی۔ پھر کچھ دیر بعد آنکھیں کھول دیں اور اگلے روز وہ پوری طرح ہوش میں آگئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ خلیفہ وقت کی دعا سے ایک مردہ زندہ ہوگیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر مردے زندہ ہوسکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پاسکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔''

یہ ہیں وہ مسیحائی کے عظیم الشان نشانات کہ جسے دنیا لاعلاج قرار دے دیتی ہے اور جسے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے وہ خلفائے مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے شفایاب ہو کر اور نئی زندگی پا کر خدا کے ان پیاروں کی صداقت اور ان کے تعلق باللہ اور ان کے قبولیت دعا پر زندہ گواہ بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔

☆ مکرم فتح محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

1921-22ء میں جب میں احمدیت کی نعمت سے مشرف ہوا اور میرے ساتھ ہی ہمارے گاؤں کے چار اور افراد نے بھی احمدیت قبول کی تو پورے علاقہ میں مخالفت شروع ہوگئی۔ گاؤں کے بوڑھوں نے کہنا شروع کر دیا 'کیا ہوا کہ یہ لوگ مرزائی ہوگئے ہیں۔ ان کو لڑکیاں ہی ملتی ہیں۔' اتفاق سے ہم پانچ لوگ جو احمدی ہوئے تھے ہم سب کے لڑکیاں تھیں اور کسی ایک کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی۔ اس بات کا میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور میں نے حضرت مصلح موعود کی خدمت میں نہایت عاجزی سے دعا کی درخواست کی کہ حضور ہم سب کے ہاں نرینہ اولاد ہونے کی دعا فرمائیں۔ تا اس بارہ میں بھی مخالفین کے منہ بند ہو جائیں۔ اس پر حضور نے جواب دیا 'خدا تعالیٰ آپ سب کو نرینہ اولاد دے گا'۔

اب دیکھیں کہ خلیفہ وقت نے ایک نہیں، دو نہیں بلکہ پانچ آدمیوں کو نرینہ اولاد کی بشارت دی۔ فتح محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم پانچوں کو نرینہ اولاد سے نوازا اور حضرت مصلح موعود کی قبولیتِ دعا کے اس نشان سے تمام مخالفین کے منہ بند ہوگئے۔

☆ میاں محمد اسلم صاحب آف پتوکی لکھتے ہیں:

1965ء میں میری شادی ہوئی۔ شادی کے بعد بارہ سال گزر گئے مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ تمام رشتہ دار غیر احمدی تھے۔ رشتوں داروں اور گاؤں والوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ 'چونکہ قادیانی ہوگیا ہے لہٰذا ابتر رہے گا'۔

میں نے ہر قسم کا علاج کروایا لیکن اولاد نہ ہوئی۔ اسی اثنا میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں تمام حالات لکھ کر درخواستِ دعا کی۔ خط کے جواب میں حضور نے فرمایا: 'اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا اور ضرور نرینہ اولاد سے نوازے گا'۔

خلیفہ وقت کی اس دعا کے بعد میرے چار لڑکے ہوئے۔ سب لوگ حیران تھے کہ اس کی اولاد کس طرح ہوگئی حالانکہ لیڈی ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اس عورت سے اولاد ہونے کا سوال ہی نہیں۔ یعنی طبی لحاظ سے یہ عورت اولاد پیدا نہیں کر سکتی۔ اس پر میں لوگوں کو بتاتا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ المسیح کی دعا کی برکت سے ظاہر فرما دیا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطاب میں قبولیتِ دعا کا انتہائی ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا۔ حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں جب گھانا پہنچا ہوں تو وہاں کے ایک چیف نانا اوجیفو صاحب جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے وہ پہلی رات مجھے ملنے کیلئے آئے اور نماز کے بعد مجلس میں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں نے مربی صاحب سے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ یہ (چیف) ایک تو ہم پرست کاہن قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی بیوی کا حمل ہر دفعہ ضائع ہو جاتا تھا۔ وہ عیسائی پادریوں اور دم پھونکنے والوں کے پاس گئے۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب ہر طرف سے مایوس ہوگئے تو امام وہاب آدم صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ 'میں ہوں تو عیسائی لیکن مجھے عیسائیت پر سے دعا کا یقین اُٹھ گیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ خدا آپ لوگوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ آپ اپنے امام کو میری طرف سے سارے حالات بتا کر لکھیں کہ ہمارے لئے دعا کریں'۔ چنانچہ وہاب صاحب نے ان کا خط مجھے بھجوایا۔۔۔۔ میں نے ان کو جواب لکھا کہ آپ کو بچہ نصیب ہوگا اور بہت ہی خوبصورت اور عمر پانے والا بچہ ہوگا۔ چنانچہ جب ان کی بیوی کو حمل ہوا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ نہ صرف یہ بچہ مرجائے گا بلکہ بیوی کو بھی لے مرے گا۔ اس لئے تم اس حمل کو ضائع کروادو۔

اس چیف نے کہا ہرگز نہیں۔ مجھے جماعت احمدیہ کے امام کا خط آیا ہے۔ نہ میری بیوی کو کوئی نقصان پہنچے گا نہ میرے بچے کو نقصان پہنچے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نہایت ہی خوبصورت صحت مند بچہ عطا فرمایا اور ان کی بیگم صاحبہ بھی بالکل ٹھیک ٹھاک رہیں۔ قبولیتِ دعا کے اس نشان کو دیکھ کر ان کی خواہش تھی کہ میرے ہاتھ پر بیعت کریں۔ اس لئے وہ دیر کرتے رہے۔

☆ امسال جلسہ سالانہ جرمنی میں بلغاریہ کے ایک مخلص نو احمدی دوست Etem صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ شامل ہوئے۔ موصوف نے چند سال قبل عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ان کی بیوی نے بیعت نہیں کی تھی۔

ان کی اہلیہ کا کہنا تھا کہ میری تین بیٹیاں ہیں۔ اگر مجھے بیٹا مل جائے تو میں بھی احمدی ہو جاؤں گی۔ موصوفہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ اگلے سال جب وہ دوبارہ جلسہ میں آئیں تو سات ماہ کی حاملہ تھیں۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بچے کیلئے نام رکھنے کی درخواست کی تو حضور انور نے صرف لڑکے کا نام 'جاہد' تجویز فرمایا۔

جلسہ سے واپس جا کر موصوفہ نے مبلغ سے کہا کہ ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ لڑکی ہے اس لئے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کریں کہ لڑکی کا نام تجویز فرمائیں۔

اس پر مبلغ نے کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر بیٹا ہوا تو احمدی ہو جاؤں گی۔ اور حضور انور نے بھی صرف بیٹے کا نام تجویز فرمایا

ہے۔اس لئے انشاء اللہ بیٹا ہی ہوگا۔ڈاکٹر جو چاہیں کہیں، ان کی مشینیں جو چاہیں ظاہر کریں لیکن اب آپ کا بیٹا ہی ہوگا کیونکہ خلیفۃ المسیح نے بیٹے کا نام رکھا ہے۔ یہ سن کر کہنے لگیں کہ میں تو پہلے ہی احمدی ہو چکی ہوں۔

چنانچہ جب بچہ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے ہی نوازا۔ وہ جلسہ کے موقع پر اس بیٹے کو ساتھ لے کر آئی تھیں اور لوگوں کو بتا رہی تھیں کہ 'دیکھو! یہ خلیفہ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہے۔'

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004ء میں غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر سفر کے دوران حضور نے اہلِ غانا کو بشارت دی کہ گھانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔

چنانچہ جب 2008ء میں حضور انور خلافت جوبلی کے موقع پر دوبارہ گھانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدرِ مملکت نے ملاقات کے دوران حضور سے کہا کہ 'حضور کی ہمارے ملک کیلئے دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ 'گھانا کی زمین میں تیل ہے اور یہاں سے تیل نکلے گا۔' حضور انور کی یہ دعا بڑی شان سے قبول ہوئی اور گزشتہ سال گھانا سے تیل نکل آیا۔'

چنانچہ اس حوالہ سے گھانا کے مشہور نیشنل اخبار Daily Graphic نے اپنے 17/ اپریل 2008ء کے شمارہ میں پہلے صفحہ پر حضور انور اور صدر غانا کی ملاقات کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا: 'خلیفۃ المسیح نے اپنے دورہ گھانا 2004ء کے دوران گھانا میں تیل کی دریافت پر بڑے پُر زور طریق سے اپنے یقین کا اظہار کیا تھا اور یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا۔ اور گھانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا۔'

پس خلفائے احمدیت کی دعاؤں سے ملک اور قومیں بھی فیضیاب ہو رہی ہیں۔ کیا اپنے اور کیا بیگانے سبھی ان دعاؤں کی قبولیت کے نشان دیکھتے ہیں۔

یہ وہ مبارک وجود ہیں جہاں قدم رکھتے ہیں وہاں کی زمین خزانے اگلتی ہے اور فضا برکتوں سے بھر جاتی ہے۔ جس مٹی پر نظر ڈالتے ہیں وہ سونا بن جاتی ہے۔ جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے خدا کے فرشتے اس کی تکمیل کیلئے مسخر ہو جاتے ہیں۔

سامعین کرام! خلفائے احمدیت کے قبولیتِ دعا کے ان ایمان افروز واقعات کو سننے کے بعد ہر دل میں یہ خواہش جنم لے گی کہ ہمارے لئے بھی خلیفہ وقت کی دعاؤں سے معجزات رونما ہوں۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایسی خواہشات کی تکمیل کے لئے ایک نسخہ بتایا ہے حضور فرماتے ہیں:

'جو لوگ محض دعا کے لئے لکھتے ہیں اور اخلاص کا تعلق نہیں رکھتے ان کے حق میں نہ دعا قبول ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ اُسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو خاص اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے اس میں آپ کی اطاعت کروں گا۔'

اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے حق میں خلیفہ وقت کی دعائیں قبول ہوں تو اپنے پیارے امام کے ساتھ اخلاص و وفا اور محبت اور اطاعت کا ایسا تعلق استوار کریں جس کی دنیاوی رشتوں میں نظیر نہ ملتی ہو۔

پس آیئے! ہم اس محبت اور وفا اور اخلاص کو بڑھاتے چلے جائیں۔ تا ہم آفاق میں بھی خدا کے نشانات دیکھیں اور اپنے نفوس میں بھی ایسے معجزات کے گواہ بن جائیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

وَ آخِر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

نئے سال کی دعا

حضرت عبداللہ بن ھشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب مہینہ یا سال شروع ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کو یہ دعا کرنے کے لئے ارشاد فرماتے۔

اللھم ادخلہ علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام و جوار من الشیطان و رضوان من الرحمن۔

ترجمہ: اے اللہ اس سال کو ہمارے اوپر امن اور ایمان اور اسلام کے ساتھ اور شیطان سے بچاؤ اور رحمٰن کی رضامندی کے ساتھ داخل فرما۔ (معجم الصحابہ للمغزی 1539)

نیا سال مبارک ہو

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیا سال 2016ء تمام احمدیوں کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں احمدیت ہمیشہ کی طرح ترقیات کی منازل طے کرتی رہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ نیز انفرادی اور اجتماعی کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازتا رہے۔

تمام قارئین کو ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کی طرف سے نیا سال بہت بہت مبارک ہو۔ **کل عام وانتم بخیر**

سالِ نو

مکرم محمد ہادی مونّس صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

چمن، رنگ و بو، کہکشاں دیکھتا ہوں
نئے سال کا میں سماں دیکھتا ہوں
شعراء کے تیروکماں دیکھتا ہوں
سخنور کا حُسنِ بیاں دیکھتا ہوں
جہاں خشک مٹی کبھی بے ثمر تھی
خلافت کا اک گلستاں دیکھتا ہوں
غلامانِ احمدؑ کے صدق و صفا کا
محبت بھرا اِک جہاں دیکھتا ہوں
فلک بوس نعرۂ اللہ اکبر
نئے سال میں یک زباں دیکھتا ہوں
دعائیں مسیحا کی اس طور پھیلیں
کہ تاریکیاں ضوفشاں دیکھتا ہوں
نئے سال میں اک نئی جستجو ہو
تو پھر احمدی کامراں دیکھتا ہوں
ہماری فتوحات ہیں تیز دھاریں
جو میں دشمنوں پر گراں دیکھتا ہوں
ہماری رسائی فزوں سے فزوں تر
ہمیشہ سے ہی بے گماں دیکھتا ہوں
نئے سال کا ابتداء ہو مبارک
کہ سر پر نیا آسماں دیکھتا ہوں
محبت کا سرچشمۂ زندگانی
بیابانیوں میں عیاں دیکھتا ہوں
قدم گاہِ غم میں بھٹکتی ہوئی روح
نئے سال میں شاداں دیکھتا ہوں
طلسمات سے پُر کرشمات والا
لوائے مسیح الزماں دیکھتا ہوں
مبارک نیا سال مونّس مبارک
کہ اب ہر طرف قادیاں دیکھتا ہوں

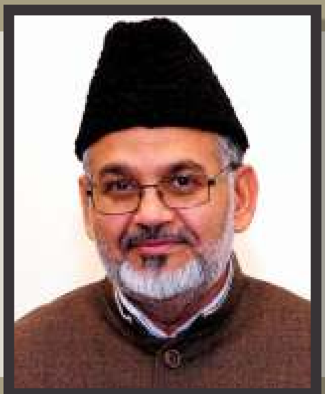

ہماری زندگی کا عظیم لائحہ عمل: توحید کا قیام

مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر صاحب۔ شکاگو امریکہ

قُلۡ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِکُوۡنَ ؁

(سورۃ انعام 20:6)

ترجمہ: ان سے کہہ دے۔ کہ خدا تو اپنی ذات میں صرف اکیلا خدا ہے اور میں تو ان چیزوں سے جن کو تم خدا کا شریک بناتے ہو بیزار ہوں۔

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاعۡبُدُوۡہُ۔ (سورۃ انعام 103:6)

ترجمہ: یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس اس کی عبادت کرو۔

تاریخ انسانی کے شروع سے لے کر اب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ یہ گواہی ملتی چلی آرہی ہے کہ تمام انبیاء کرام کا مشترکہ پیغام نوعِ انسانی کے لئے لا الٰہ الا اللہ ہی تھا۔ یہی پیغام انہوں نے دیا۔ اسی پیغام کی تبلیغ کی اسی پیغام کے لئے انہوں نے جانیں دیں اور اسی کے لئے وہ زندہ رہے اور اسی پیغام کے لئے مرے۔

اور ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام انبیاء کی اس پیغام کے لئے کوششیں ایک کامل انسان میں جمع ہو کر سب کے لئے مشعل راہ بن گئیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (سورۃ انعام 6: 163)

ترجمہ: تو کہہ دے میری عبادت میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اب دیکھنے اور سمجھنے والی بات یہ ہے کہ کیا صرف لا الٰہ الا اللہ کہہ دینے سے اور لا الٰہ الا اللہ کا پرچار کر لینے ہی سے نجات مل جائے گی؟

نہیں! بلکہ جب تک دل کی عزیمت سے اس فقرہ پر پورا پورا عمل نہ ہو کچھ نہ بنے گا۔ یہی وہ لائحہ عمل ہے جسے ہر احمدی نے اپنے دل دماغ، جان اور جسم میں جذب کرنا ہے اور جب تک لا الٰہ الا اللہ کی تاثیر اس کے سارے بدن میں بجلی کی رو کی طرح جاری نہ رہے گی اس کی زندگی کا مقصد لا حاصل ہے۔

اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں، کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 22-21)

لا الٰہ الا اللہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''الٰہ کہتے ہیں معبود، مقصود، مطلوب کو۔ کہ لَا مَعۡبُوۡدَ لِیۡ وَلَا مَقۡصُوۡدَ لِیۡ وَلَا مَطۡلُوۡبَ لِیۡ اِلَّا اللّٰہُ۔ یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح وستائش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھہرایا جاوے۔''

(روئیداد جلسہ دعا۔ روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 621)

اس تعریف کی سچی اور کامل اور حقیقی تصویر ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ انہوں نے ہر ایک مسلمان کی ہر حرکت وسکون اور ہر قول وفعل کو خدا کی یاد کا خمیر دیا ہے حتی کہ روزمرہ کے معمولی اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، نہانے دھونے، کپڑے بدلنے، جوتا پہننے، گھر سے باہر جانے، گھر کے اندر آنے، سفر پر جانے، سفر سے واپس آنے، کوئی چیز بیچنے، کوئی چیز خریدنے، بلندی پر چڑھنے، بلندی سے اترنے، مسجد میں داخل ہونے، مسجد سے باہر آنے، دوست سے ملنے، دشمن کے سامنے ہونے، نیا چاند دیکھنے، بیوی کے پاس جانے غرض ہر کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے، حتی کہ چھینک اور جمائی تک لینے کو کسی نہ کسی طرح خدا کے ذکر کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔

اس حالت میں اگر مشرکین عرب یہ کہتے ہوں کہ محمد کو خدا کا جنون ہو گیا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

(سیرت خاتم النبیین از قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 338)

اور اس طرح آپ اس قرآنی آیت کے مصداق بن گئے کہ وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محتاط اندازے کے مطابق اپنی امت کو مندرجہ بالا معاملات میں 203 سے زائد دعائیں سکھا کر ان کا محور اور مرکز اور ہر چیز کی طاقت کا منبع اور سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات کر دیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

لیکن افسوس وہی امت جسے لا الٰہ الا اللہ کا تعویذ دیا گیا جسے لا الٰہ الا اللہ کا حصن حصین دیا گیا وہی امت آج شرک کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ وہی خاتم الانبیاء نبیوں کا سرتاج جنہوں نے جاء الحق و زھق الباطل کا ورد کرتے ہوئے اپنی چھڑی سے تمام ظاہری اور باطنی بتوں کو توڑ دیا تھا آج اسی کی امت کے لوگوں کے دلوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بت جگہ لئے ہوئے ہیں۔

اور اسی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کو دلوں میں جگہ دینے کے لئے اور دلوں سے بتوں کو پاش پاش کر دینے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو بھیجا تا وہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی واحدانیت کو دوبارہ دلوں میں قائم کر دے۔

قبل اس کے کہ میں اپنے اس مضمون کو آگے بڑھاؤں آپ کی خدمت میں ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ وہ ایک کشف ہے اور بھوپال کے لوگوں سے ہی تعلق رکھتا ہے مگر ہے حقیقت کہ اس وقت دنیا میں خدا تعالیٰ کے وجود کے متعلق جو تصور پایا جاتا ہے وہ بعینہ یہی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک استاد کا جو بھوپال کے رہنے والے تھے واقعہ سنایا کرتے تھے آپؓ فرماتے ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ رویا میں دیکھا کہ بھوپال کے باہر ایک پل ہے وہاں ایک کوڑھی پڑا ہوا ہے جو کوڑھی ہونے کے علاوہ آنکھوں سے اندھا ہے، ناک اس کا کٹا ہوا ہے، انگلیاں اس کی

جھڑ چکی ہیں اور تمام جسم میں پیپ پڑی ہوئی ہے اور مکھیاں اس پر بھنبھنا رہی ہیں، وہ کہتے ہیں مجھے اسے دیکھ کر سخت کراہت آئی اور میں نے پوچھا بابا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا میں اللہ میاں ہوں یہ جواب سن کر مجھ پر سخت دہشت طاری ہوئی اور میں نے کہا تم اللہ میاں ہو۔ آج تک تو سارے انبیاء دنیا میں یہی کہتے چلے آئے کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ خوبصورت ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی حسین نہیں، ہم جو اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کرتے ہیں تو کیا اسی شکل پر؟ اس نے کہا انبیاء جو کہتے آئے وہ ٹھیک اور درست ہے، میں اصل اللہ میاں نہیں، میں بھوپال کے لوگوں کا اللہ میاں ہوں۔ یعنی بھوپال کے لوگوں کی نظروں میں ایسا ہی سمجھا جاتا ہوں۔

(خطباتِ محمودؓ، جلد 17، صفحہ 456)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہی واقعہ سنا کر اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 31 جنوری 2014ء میں فرمایا:

”یہاں نوجوانوں کو یہ بھی سمجھا دوں کہ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ بس لوگ ایسے ہوگئے تو خدا نے یہ شکل اختیار کر لی اور معاملہ ختم۔ اصل میں تو یہ شکل ان لوگوں کی اپنی ہے جنہوں نے خدا کو چھوڑا۔ جس طرح آئینہ میں اپنی تصویر نظر آتی ہے۔ اصل چیز یہی ہے اپنی شکل نظر آ رہی ہوتی ہے۔ یہ شکل جو اس نے خواب میں دیکھی، وہ ان لوگوں کا آئینہ تھا۔ وہ روحانی لحاظ سے کوڑھی ہو گئے اور ایسے لوگ پھر اپنے انجام کو بھی پہنچتے ہیں۔ نعوذ باللہ... اللہ تعالیٰ کو ایسا سمجھنے والوں کو خدا تعالیٰ بعض دفعہ اس دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایک طرف ہو کے بیٹھ نہیں جاتا بلکہ اس دنیا میں بھی سزا دیتا ہے۔ بلکہ متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا انجام یہی بتایا ہے کہ وہ جہنم میں جانے والے ہیں جو خدا کو بھول جائیں۔ پس اس مثال سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کر خدا کو چھوڑ دیا یا بے طاقت تصور کر لیا تو بات ختم ہو گئی، کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بدلہ لینے والا بھی ہے، سزا دینے والا بھی ہے اور اس کا غضب جب بھڑکتا ہے تو پھر کوئی بھی اسکے غضب کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا۔ پس اس لحاظ سے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ خدا کو بھول گئے اور قصہ ختم ہو گیا۔“

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 21 فروری 2014ء، صفحہ 7)

اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلسہ سالانہ کی پہلی تقریر 25 دسمبر 1897ء کو اپنی جماعت کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو بہت کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں، تو اس کا غیض و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزا دہی کے لئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کیے گئے۔ جیسے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے، لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل اور طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رو بدنیا ہے تو پھر اس کا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔“ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 7)

پس لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہے مگر اس پر حقیقتاً عمل کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ وہ لوگ جنہیں لا الٰہ الا اللہ اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی چاشنی پڑ گئی تھی انہوں نے اس کے لئے بے انتہا قربانیاں بھی دی ہیں۔ 1400 سال پہلے کی تاریخ پر جب نظر دوڑائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اور آپ کے صحابہ نے لا الٰہ الا اللہ کے لئے جو قربانیاں دیں اس کی نظیر آپ کو سوائے احمدیہ جماعت کے اس زمانے میں، کہیں اور نہ ملے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تکالیف اور مظالم کا نشانہ بنایا گیا تو خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی وجہ سے ہی بنایا گیا اور پھر آپؐ کے صحابہ نے بھی اسی وجہ سے تکالیف برداشت کیں۔

حضرت بلالؓ مکہ کے ایک رئیس امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو اس نے بلالؓ کے لئے طرح طرح کے عذاب ایجاد کئے، وہ آپ کی گردن میں رسی باندھ کر شریر لڑکوں کے ہاتھ میں تھما دیتا تھا وہ ان کو مکہ کی پہاڑیوں میں گھسیٹتے پھرتے، جلتی ریت پر اوندھا لٹا دیتے۔ پھر آپ پر پتھر برساتے خود امیہ بھی یہی سلوک کرتا اور آپ کے سینہ پر بھاری پتھر رکھ کر کہتا کہ لات وعزیٰ کا اقرار کرو ورنہ اسی طرح پڑے رہو گے مگر اس کے جواب میں شیدائے حق حضرت بلالؓ کی زبان سے صرف اور صرف احد احد کی آواز ہی نکلتی تھی۔ حضرت بلالؓ اور آپ جیسے بیسیوں صحابہ کرامؓ تھے جنہیں یہ تکالیف پہنچ رہی تھیں مگر انہوں نے اس ایمان اور یقین کو قائم رکھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ

(صحیح بخاری۔ کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں وہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت اور مٹھاس کو محسوس کرے گا۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول باقی تمام چیزوں سے اسے زیادہ محبوب ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت کرے اور تیسرے یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر سے نکل آنے کے بعد پھر کفر میں لوٹ جانے کو اتنا ناپسند کرے جتنا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ’جن کے دل میں اللہ ہو‘ کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک قول کی زندہ تصویر تھے۔

کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس ایک یہودی آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ مسلمان جب عبادت کرتے ہو تو برے برے خیالات آتے ہیں لیکن جب ہم عبادت کرتے ہیں تو ہمیں نہیں آتے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اگر ایک گھر فقیر کا ہو اور ایک گھر امیر کا ہو تو چور کہاں جائے گا؟ یہودی نے کہا امیر کے گھر۔ حضرت علی نے فرمایا تبھی تو شیطان ان کو ستاتا ہے جن کے دل میں اللہ ہو۔ جن کے دل میں اللہ نہیں ہوتا وہاں شیطان کا کیا کام؟

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کے مبلغ اور واعظ جب بھی موقع ملے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی عظمت دلوں میں قائم کریں اور یہ آگ اس طرح ہر دل میں لگی ہوئی ہو کہ تمہیں بھی اور تمہارے گرد و پیش رہنے والوں کو بھی جلاتی رہے۔ یہی نقطۂ مرکزی ہے ہر مذہب کا اور یہی نقطہ مرکزی ہے خدا تعالیٰ سے آنے والے سب دینوں کا۔ جس دین میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں وہ دین مردہ ہے۔ جس دل میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں وہ دل مردہ ہے اور جس قوم میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں وہ قوم مردہ ہے۔ نہ وہ مذہب کسی کو نجات دلا سکتا ہے، جس میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں اور نہ وہ دل نجات پا سکتا ہے جس میں خدا تعالیٰ کی محبت نہیں اور نہ وہ قوم دنیا میں کوئی کام کر سکتی ہے، جس قوم میں خدا تعالیٰ کی محبت نہ ہو۔ پس خدا تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرو، اس جذبہ کو قومی جذبہ بناؤ پھر سب کمزوریاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ وہ انسان بھی کیا انسان ہے جو صبح اٹھتا اور اپنے دنیوی کام کاج میں لگ جاتا اور جب رات ہوتی ہے سو جاتا ہے اور دن رات میں ایک منٹ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی محبت کی چنگاری اس

کے دل میں نہیں سُلگتی۔ ...میں احمدیوں سے کہتا ہوں کہ تمہارا قومی جذبہ خدا تعالیٰ کی محبت ہونا چاہئے اور تمہارے اندر سے خدا تعالیٰ کی محبت کی ایسی چنگاریاں نکل رہی ہوں کہ تمہارے گرد وپیش رہنے والے بھی اس آگ سے جلنے لگیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ آگ جلے اور اس میں سے چنگاریاں نہ نکلیں۔ اس لئے جب تم اس آگ کو روشن کرو گے تو وہ تمہارے گرد وپیش رہنے والوں کو بھی ضرور جلائے گی۔ جب تم خدا تعالیٰ کی محبت کو قومی جذبہ بنالو گے تو تمہارے ارد گرد ایسی دیوار قائم ہو جائے گی کہ جسے توڑ کر شیطان اندر نہ آسکے گا اور کوئی ہلاک کرسکنے والی بلا اندر نہ آسکے گی اور یہ ایسا پاک مقام ہوگا کہ خدا تعالیٰ اس سے جدا رہنا کبھی پسند نہیں کرے گا۔ دنیا کو دیکھو اور دنیا داروں کے جذبات کو دیکھو اور ان جذبات کے لئے جو وہ قربانیاں کر رہے ہیں ان کو دیکھو اور ان سے سبق حاصل کرو۔ ان کے جذبات بالکل ادنیٰ اور معمولی ہیں لیکن تمہارا خدا جو تمہارا معشوق ہونا چاہئے، حسین ترین وجود ہے۔ پس اس سے تمہاری محبت بہت زیادہ ہونی چاہئے اور اس محبت میں بہت زیادہ جوش اور بہت زیادہ گرمی ہونی چاہئے۔ ایسی گرمی اور ایسا جوش کہ اس کی مثال دنیا کی اور محبتوں میں نہ پائی جاتی ہو۔" (روزنامہ الفضل ربوہ۔7فروری1942ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1910ء کے جلسہ سالانہ میں جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں لا الٰہ الا اللہ کے مطالب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"پس یاد رکھو کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا دعویٰ کرے اور باایں نماز کا تارک ہو اور قرآن کریم کی اتباع میں سستی کرے وہ اپنے اس لا الٰہ الا اللہ کے دعویٰ میں سچا نہیں۔"

(مرقات الیقین فی حیات نورالدین، صفحہ 62)

اس خطبہ میں لا الٰہ الا اللہ کے معانی ومطالب بیان کرنے کے بعد آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ:

"باہم محبت کو بڑھاؤ اور بغضوں کو دور کرو اور محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر صبر سے کام نہ لو اور صبر کرنے والے کے ساتھ آپ خدا تعالیٰ ہوتا ہے اس واسطے صبر کرنے والے کو کوئی ذلت اور تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔" (ایضاً صفحہ 65-66)

جماعت احمدیہ کے ایک دعا گو بزرگ حضرت مولانا محمد صادق صاحب سماٹری واقفِ زندگی ومبلغ سلسلہ کے تعلق باللہ کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں جو انہوں نے جامعہ احمدیہ ربوہ کے ساتھ عشائیہ کے دوران طلباء کو بتایا۔

آپ سماٹرا میں تھے اور اخراجات کے لئے رقم ختم ہوگئی۔ یہاں تک کہ کھانا کھانے کے لئے بھی رقم نہ تھی اور آپ کسی کے آگے ہاتھ بھی پھیلانا نہ چاہتے تھے نہ ہی کسی سے قرض لینے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ اسی حالت میں ایک دن فاقہ سے گزر گیا۔ اگلے دن بھی یہی کیفیت رہی کہ سخت بھوک مگر پیسے نہیں تھے آپ نے کسی سے بھی ادھار مانگنا یا کسی کو بتانا تک بھی گوارا نہ کیا۔ چنانچہ فاقہ پر اب تیسرا دن ہو چکا تھا۔ جب فاقہ کی وجہ سے بہت زیادہ کمزوری اور نقاہت ہوئی آپ نے سمجھا کہ شاید اب یہ مرا آخری وقت ہے تو خدا تعالیٰ کے آگے یوں دعا کی کہ:

اے مرے مولیٰ کریم مجھے موت سے تو ڈر نہیں لیکن اگر میں بھوک کی وجہ سے مرگیا تو دنیا کہے گی کہ خدا کے مسیح کا منادی کرنے والا بھوک سے مرگیا تھا۔

پس یہ دعا ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ کسی نے باہر دروازہ کھٹکھٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ڈاکیہ منی آرڈر لے کر آیا ہوا ہے جو کہ قادیان سے آپ کے نام آیا تھا۔

پس جو خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں، خدا تعالیٰ سے ہر حالت میں وفا دکھاتے ہیں پھر خدا تعالیٰ بھی ان کے لئے عجیب در عجیب کام دکھاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ایک اور بزرگ کا تعلق باللہ کا واقعہ

چک 91/10R ضلع خانیوال میں صوفی عبداللہ صاحب رہا کرتے تھے۔ زمیندارہ ان کا پیشہ تھا۔ ایک سال ان کی گندم کی فصل تھوڑی ہوئی۔ کھلیان میں گندم تولی گئی تو دیکھا کہ گندم تو تھوڑی ہے۔ میرے گھر کی ضروریات کو مکتفی نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے ساری کی ساری گندم گھر لے جانے کی بجائے وہیں کھلیان میں بیٹھے بیٹھے مستحقین میں تقسیم کردی۔ گھر آگئے۔ بیگم نے پوچھا گندم نہیں لائے۔ تو جواب دیا کہ گندم تو تھوڑی ہوئی تھی وہ گھر کی ضروریات کو پورا نہیں کرسکتی تھی تو میں نے کہا اسے گھر لے جانے کا فائدہ کیا؟ میں نے وہیں یہ راہ خدا میں لٹادی۔ دو تین دن گزرے۔ ایک شخص دس پندرہ گدھوں پہ گندم کی بوریاں لادے آیا اور کہنے لگا صوفی صاحب آپ نے گندم لینی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میری حویلی میں انہیں اتار دو۔ وہ تو گدھے لے کر ان کی حویلی میں گندم کی بوریاں اتارنے لگ پڑا اور وہ گندم کے پیسے لینے کے لئے اپنے گھر چلے گئے۔ جب پیسے لے کر گھر سے واپس آئے نہ گدھے تھے نہ گدھوں والا۔ اس سے پوچھ، اُس سے پوچھ، بھئی گدھوں والا کہاں گیا۔ کوئی مانا ہی نہیں کہ ہم نے کوئی گدھے والا آتا دیکھا یا جاتا دیکھا۔

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے سبق ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں جو خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے ممکن ہی نہیں کہ خدا اس کے مال میں کمی کردے یا اسے بھوکا ماردے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا واقعہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انگلستان میں دعوت الی اللہ کے لئے بھیجا گیا۔ سمندر میں طوفان آگیا۔ بحری جہاز ہچکولے کھانے لگا۔ اس کے سبب انہیں قے کی اور متلی کی شدید تکلیف ہوئی۔ وہ کمرے سے باہر نکلے۔ جہاز کے عرشے پہ آئے اور سمندر کو مخاطب ہو کے فرمانے لگے۔ اے سمندر! تجھے خبر نہیں کہ اس جہاز میں کون سوار ہے۔ اس جہاز میں مسیح موعود کا حواری سوار ہے جو دعوت الی اللہ کے لئے سفر پر نکلا ہوا ہے۔ تھم جا۔ پرسکون ہو جا۔ تُو طوفان برپا کر کے مجھے تکلیف دے رہا ہے۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ خدا تعالیٰ نے فوراً سمندر کو حکم دیا۔ سمندر کا طوفان تھم گیا اور مفتی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بحری جہاز یوں چل رہا تھا جیسے ہم خشکی پہ ہوں۔ حضرت مفتی صاحب ہندوستان سے انگلستان آرہے تھے۔ بحیرہ روم میں بحری جہاز پہنچا تو جہاز کے کپتان نے تمام مسافر جمع کئے اور ان کے سامنے تقریر کی کہ دیکھو عالمی جنگ جاری ہے۔ آگے سمندر جرمن آبدوزوں سے بھرا پڑا ہے۔ اس لئے اگر کسی جرمن آبدوز نے ہمارے جہاز پہ حملہ کردیا اور جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہوا تو ایک سیٹی بجائی جائے گی۔ اس نے سارے مسافروں کو سیٹی بجا کر سنائی اور کہا کہ اس سیٹی کے بجنے کا مطلب یہ ہوگا کہ بحری جہاز پر آبدوز نے حملہ کردیا ہے اور جہاز ڈوب رہا ہے۔ اس لئے یہ کناروں کے ساتھ کشتیاں لگی ہوئی ہیں۔ ایک ایک کشتی پکڑنا اس میں سوار ہو جانا۔ پھر آپ جانیں اور آپ کا مقدر۔ یہ کشتی آپ کو جہاں لے جائے وہ آپ کا مقدر۔ جہاز کے کپتان کی حیثیت سے مَیں اس سے زیادہ کچھ نہیں کرسکتا۔ تمام مسافر سراسیمہ ہوئے۔ سب کو موت اپنے سامنے رقص کرتی دکھائی دے رہی تھی۔ مفتی صاحب بھی یہ اعلان سن کر اپنے کیبن میں چلے گئے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعاؤں میں لگ گئے۔ دعاؤں کے دوران غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ فرشتے نے مخاطب کر کے کہا" صادق! یقین کرو یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا۔"

یہ لا الٰہ الا اللہ کہنے اور اس کو حرز جان بنانے کی برکات ہیں

اور اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا۔ اور اس کے منصوبے کو توڑ دے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ ... خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔‘‘

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 11 صفحہ 22)

صحیح بخاری کتاب الادب میں روایت آتی ہے کہ ایک بدوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول قیامت کب آئے گی۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ اس بدوی نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے نماز روزے اور صدقات کے ذریعہ تو کوئی خاص تیاری نہیں کی البتہ میں اللہ اور رسول کے ساتھ محبت کرتا ہوں یا محبت رکھتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ’’اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ‘‘ تو پھر تمہیں ان کا ساتھ نصیب ہوگا جن سے تم محبت رکھتے ہو۔

پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو خدا سے زندہ تعلق رکھتے اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔

12 جون 2015ء کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے بوسنیا سے تعلق رکھنے والے ایک دوست کے تاثرات پڑھ کر سنائے جس میں انہوں نے کہا کہ:

خلیفۃ المسیح نے ایک زندہ خدا کے بارہ میں تصور پیش کیا اس وقت صرف جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے جو یہ دعویٰ کرتی ہے اور دکھاتی بھی ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی زندہ ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 28 جولائی 2015ء)

اسی طرح آپ نے 3 جولائی 2015ء کے خطبہ میں احمدیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’لیکن اس کے باوجود ہم میں سے اکثر خدا تعالیٰ سے وہ تعلق پیدا نہیں کرتے جو پیدا کرنا چاہئے۔ ایسا تعلق جو ہر ایک دوسرے تعلق کو ہیچ کر دے اس کے لئے دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ضروری ہے۔‘‘ (روزنامہ الفضل ربوہ۔ 28 جولائی 2015ء، صفحہ 4)

خدا تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے اور محبت کی اس انگاری کو اپنے دلوں میں اور دنیا کے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے ہمارے پیارے ہادی کامل آنحضرت ﷺ نے ہمیں ایک دعا بھی سکھائی ہے جسے ہر احمدی کو مدنظر رکھ کر پڑھتے رہنا چاہئے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عِنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: کَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَام: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِی یُبَلِّغُنِی حُبَّکَ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِی وَاَھْلِی وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات)

حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام یوں دعا مانگا کرتے تھے۔ ’’اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں۔ اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں۔ اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی معرکۃ الآراء تقریر سیر روحانی میں اذان اور لا الٰہ الا اللہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اسی زمین پر قائم ہو جائے۔...

بس میری سنو! اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے، میری آواز نہیں ہے۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ خدا ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔‘‘

(سیر روحانی صفحہ 619-620)

بقیہ از بہارِ اُردو کے جہانِ نَو

کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی (McGill University) میں بھی اُردو چیئر (Urdu Chair) قائم ہے۔ کینیڈا ہی کی ٹورانٹو یونیورسٹی کے مسی ساگا کیمپس میں بھی اُردو زبان کو کچھ عرصہ قبل شامل کیا گیا ہے۔ برطانیہ کی لندن یونیورسٹی میں جنوبی ایشیا کے شعبے (SOAS) میں بھی اُردو کے بارہ میں تدریس اور تحقیق کا شعبہ لمبے عرصہ سے موجود ہے۔ امریکہ کی شکاگو یونیورسٹی اور ٹیکساس یونیورسٹی (آسٹن) میں بھی اُردو کا شعبہ قائم ہے۔ فن لینڈ کی ہلسنکی یونیورسٹی میں ’’ورلڈ کلچر‘‘ کے شعبہ کی ویب سائٹ کے صفحہ اوّل پر اُردو اخبار کا عکس شائع کیا گیا ہے۔ انٹرنیٹ کے سمندر میں دنیا کی بہت سی دانش گاہوں میں اُردو کے بارہ میں کئی علمی اور تحقیقی کام تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

اُردو اور ہندی کے الفاظ آکسفورڈ کے انگریزی لغات میں بھی بتدریج بڑھ رہے ہیں۔ 1901ء سے لے کر 2002ء تک دس (10) ایڈیشن کے بارہ میں یہ تحقیق جرمنی کی Heidelberg University ہائیڈل برگ یونیورسٹی سے شائع ہوئی ہے۔ اِس سو 100 سال کے عرصہ میں اُردو/ہندی کے بعض الفاظ کا انگریزی میں معنی بتانے کا انداز بھی بعض اعتبار سے بدل گیا ہے۔ اس تحقیق میں زبانوں میں الفاظ کے باہم سفر کا بھی ذکر ہے۔ زبانیں، زبانوں سے بھی الفاظ حاصل کرتی ہیں اور لسانی تبدیلیوں کا عمل جاری رہتا ہے۔ اس تحقیق کو پڑھنے کے لئے لنک درج ذیل ہے۔

http://archiv.ub.uni-heidelberg.de/savifadok/volltexte/2011/1896/

بہارِ اُردو کے جہانِ نَو جابجا رنگ لئے ہیں۔ اگر سب اُردو کے چاہنے والے حلقہ اثر میں اُردو کے عالمی فروغ اور اسے سماجی سطح پر مقتدر مقام دلوانے کے لئے قطرہ قطرہ دریا بن جائیں تو بہارِ اُردو کے جہانِ نَو میں نئی بہاریں آجائیں۔

اُردو ادب نے کن ملکوں کا سفر کیا ہے اور آئندہ کس نہج پر عالمی رنگ میں بہتر تخلیقی کام ہو سکتے ہیں۔ اس بارہ میں مختلف مضامین کو مضامین سے ملا کر بعض نئی منزلیں مل سکتی ہیں۔ اُردو کے علمی، ادبی اور تحقیقی کاموں کو فروغ دینے کے لئے عالمی سطح پر کوئی انٹرنیشنل سینٹر قائم ہو جو جملہ کاوشوں کو حقیقی طور پر مربوط کر کے بہار اُردو کے جہانِ نو سجادے۔

کبھی ہیں خواب حقیقت کبھی حقیقت خواب

مرحوم پروفیسر چوہدری محمد علی ایم اے ارائیں جالندھری کی فعلی شہادت

مکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف خاں صاحب، فلاڈلفیا

سوچاں دا لشکارا سی
عملوں نیکو کارا سی
علموں ڈوہنگ سمندر سی
ادبوں نور منارا سی
اُچا بُرج سی ربوے دا
بوہڑسی، چھن سی، تاراسی
سو گلاں دی اکو گل
چودھری سب نوں پیارا سی
(پروفیسر مبارک احمد عابدؔ)

چوہدری محمد علی صاحب کو ''مرحوم'' لکھتے ہوئے کئی بار متردد ہوا ہوں، قلم رُک رُک سا جا رہا ہے شدت سے محسوس کر رہا ہوں کہ موصوف اور تعلیم الاسلام کالج ایک دوسرے کے لئے کتنے لازم وملزوم تھے۔

چوہدری صاحب سے میرا پہلا تعارف ستمبر 1956ء کی کڑکتی سہ پہر دفتر سپرنٹنڈنٹ فضل عمر ہوسٹل میں ہوا جہاں میں فضل عمر ہوسٹل میں داخلہ کے لئے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کانپتی آواز میں السلام علیکم کہہ کر پہلے سے کھڑے لڑکوں کی قطار میں دیوار سے لگ کر جا کھڑا ہوا۔

ذرا ہوش ٹھکانے لگے تو کمرے کا جائزہ لینے کا موقعہ ملا، میز کے سامنے ایک صاحب ٹوپی، کالی عینک لگائے کوٹ پینٹ پہنے بیٹھے تھے، پتہ چلا موصوف سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل چوہدری محمد علی صاحب ہیں۔ ان کے ساتھ بائیں جانب بیٹھے ہنس مکھ صاحب پروفیسر سعید اللہ خان صاحب تھے، جو داخلہ فارموں سے پڑھ کر لڑکوں کا تعارف کروا رہے تھے۔ چوہدری صاحب مزید معلومات کے لئے متعلقہ لڑکے سے کچھ سوال کرتے، اور فارم پر دستخط کرکے لڑکے کو تھماتے ہوئے ''دفتر میں لے جائیں'' کہتے۔

جب میری باری آئی، دل تو پہلے سے ہی دھڑک رہا تھا کہ ہم سے سوال ہوا ''محمد شریف کیا تم منیر شامی کے بھائی ہو'' اب سانس بھی خشک ہوا، خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے گھٹی آواز میں مشکل سے ''جی'' کہہ سکا۔ چوہدری صاحب اور سعید اللہ خان صاحب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا (منیر، میرے بڑے بھائی تھے جو تعلیم الاسلام کالج قادیان کے اولین طالب علم تھے۔ تقسیم ملک کے دوران قادیان میں شہید ہوئے، سعید اللہ خان صاحب کے کلاس فیلو تھے۔)، چوہدری صاحب نے فارم پر کچھ لکھا، اور یہ کہتے ہوئے ''اگر کوئی ضرورت ہو تو مجھے بتائیں'' فارم مجھے تھما دیا۔ السلام علیکم کہہ کر دفتر سے نکلا تو کچھ جان میں جان آئی۔

مجھے چار نمبر ڈارمیٹری میں سیٹ الاٹ ہوئی۔ جہاں پہلے سے تین لڑکے میرا انتظار کر رہے تھے۔ سامان رکھا تعارف ہوا، ریاض حسین مونس، کبیر والا، ملتان۔ رفیق احمد خان ساہیوال، نصرت حفیظ اللہ علوی پنڈ دادن خان۔ مجھے دروازے کے پاس سیٹ ملی۔ ہم ایک دوسرے کا کن انکھیوں سے جائزہ لے ہی رہے تھے کہ نا گہاں گھنٹی کی آواز نے ہمیں چونکا دیا، وضو کیا، نماز کے بعد کھانا پیٹ بھر کر کھایا۔ سخت گرمی تھی۔ پسینے سے شرابور۔ سفر کے تھکے ماندے، چارپائی پر لیٹتے ہی گہری نیند میں ڈوب گئے۔

گھنٹی بجی عصر کی نماز چوہدری صاحب نے پڑھائی اور بخاری شریف سے ایک حدیث کا بڑی شستہ انگریزی زبان اور دلنشین انداز میں درس دیا۔ کچھ سمجھ آیا، کچھ نہ آیا۔ اگلے روز ہمارا کالج میں پہلا دن تھا، گرمی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔ گول بازار میں مجید آئرن سٹور سے دفتر کی پرچی دکھا کر پیڈسٹل فین لے آئے۔

اگلے دن کالج آفس سے آئی ڈی کارڈ کے سلسلہ میں دو تصاویر جمع کروانے کا حکم ملا۔ ربوہ میں سٹوڈیوز کا علم نہیں تھا۔ سینیئرز سے پوچھا، انہوں نے چنیوٹ مین بازار میں شریف دندان ساز کی دکان کے ساتھ والے سٹوڈیو کا بتایا۔ ہم چاروں روم میٹ سٹوڈیو پہنچے، ارجنٹ تصویریں بنوائیں، دو گھنٹے بعد ملیں اس وقت تک عصر کا وقت نکل چکا تھا۔ ہوسٹل پہنچے، مغرب کی اذان ہو رہی تھی۔ نماز کے بعد کمرہ نمبر چار کے لڑکوں کو کھانے کے بعد سپرنٹنڈنٹ صاحب کے دفتر میں پہنچنے کا اعلان سنا، پہلے ہی گھبرائے ہوئے تھے۔۔۔اب دیکھیے کیا افتاد آن پڑتی ہے؟

جیسے تیسے کھانا زہر مار کیا۔ حال وبے حال دفتر پہنچے، May we come in Sir چوہدری صاحب کی رعب دار come in نے ہمارے دل مزید دھڑکا دیئے، کانپتے ہوئے لرزتے قدموں کے ساتھ داخل ہوئے۔

چوہدری صاحب جلالی موڈ میں تھے۔ آپ عصر کی نماز پر کہاں تھے؟ ریاض جرأت مند تھا۔ کہا کہ ہم چنیوٹ تصویر بنوانے گئے تھے۔ آپ کو پتہ نہیں چنیوٹ آپ کے لئے آوٹ آف باؤنڈ ہے! سر، وہ کیا ہوتا ہے۔ (شائد یہ خیال کرتے ہوئے یہ فرسٹ ایئر فولوں کا ٹولہ ہے) چوہدری صاحب کے پُرغصہ چہرے پر کچھ بشاشت کھل گئی۔ آپ کو چنیوٹ جانے سے پہلے مجھ سے اجازت لینی تھی۔ منتقلی رپورٹ میں آپ کے والدین کو آگاہ کیا جائے گا۔

اگلے ہفتے ابا جی کا سخت ڈانٹ کا خط آیا۔ وہ دن اور آج کا دن کہ پھر ہم نے کبھی خلافِ قانون کوئی عمل کیا ہو۔

مزید پڑھائی کے سلسلہ میں چار سال کالج سے دور رہا۔ واقفِ زندگی تھا۔ 1963ء میں ایم ایس سی کے بعد کالج کے دفتر میں حاضر ہونے کی ہدایت ہوئی اور لیکچرر تعینات ہوا۔ خوش خوش

دفتر سے باہر نکلا۔ باہر برآمدہ میں چوہدری صاحب سے ملاقات ہوئی، دیکھتے ہی سینے سے لگا لیا۔ اور گلوگیر آواز میں فرمایا، شریف صاحب غم نہ کریں، اگلے سال پاس ہو جائیں گے۔ جب میں نے حقیقتِ حال سے آگاہ کیا تو بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

چوہدری صاحب سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل کے علاوہ فلسفہ کے پروفیسر بھی تھے، اگر چہ میں چوہدری صاحب کا شاگرد نہیں رہا تھا، ایک لمبا عرصہ 1963-1975ء مجھے چوہدری صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ آتے جاتے کبھی چوہدری صاحب کو کالج کے کسی کلاس روم میں کلاس لیتے نہیں دیکھا تھا، حیران تھا چوہدری صاحب جیسا dutyful استاد کیسے ہوسکتا ہے کلاس نہ لیتا ہو؟ آپ کے ایک شاگرد مکرم داؤد طاہر کے درج ذیل بیان نے پرانے یونانی اساتذہ کی یاد تازہ کردی:

''چوہدری محمد علی ہمیں فرسٹ ایئر میں منطق پڑھایا کرتے تھے۔ ان کا پڑھانے کا طریقہ بالکل غیر رسمی تھا۔ ممکن ہے وہ اس عرصے میں دو چار بار کلاس روم میں بھی آئے ہوں لیکن بالعموم وہ ہمیں اپنے گھر پر بلا لیا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ موصوف ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ بھی تھے اور اس حوالے سے انہیں کالج کیمپس میں مکان ملا ہوا تھا۔ ہم ان کے ہاں پہنچتے تو وہ عموماً بنیان اور دھوتی میں ملبوس ہوتے۔ وہ اسی لباس میں چارپائی پر بیٹھ جاتے۔ ہم میں سے کچھ ان کے ساتھ چارپائی پر اور باقی سامنے پڑی کرسیوں اور موڑھوں پر بیٹھ کر ان کے گرد دائرہ سا بنا لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لہجے میں ایک خاص مٹھاس رکھی ہے اور پرانے واقعات کے بیان کا ملکہ عطا کیا ہے۔ وہ اپنے خوبصورت لہجے میں اِدھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیتے اور باتوں ہی باتوں میں پڑھاتے بھی جاتے۔ اکثر اوقات وہ ہمیں کچھ کھلا پلا بھی دیتے۔ یہ ان کی شفقت ہی کا نتیجہ تھا کہ ہم شوق سے ان کے پیریڈ کا انتظار کرتے اور بغیر کسی اشد مجبوری کے اسے کبھی مِس نہ کرتے۔

ہوسٹل سپرنٹنڈنٹ ہونے کے علاوہ موصوف بیک وقت کالج کے ہائیکنگ کلب، کشتی رانی کلب اور باسکٹ بال کلب کے صدر بھی تھے۔ اس اعتبار سے ان کے فرائض بہت متنوع تھے لیکن وہ اپنی تمام ذمہ داریوں کو انتہائی خوش اسلوبی سے ادا کرتے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔ 29 ستمبر 2015ء، صفحہ 3)

کشتی رانی کلب کے انچارج کی حیثیت میں وہ ہمیں کئی بار دریا پر لے جاتے۔ مجھے یاد ہے ایک بار ہم نے ان کی سرپرستی میں ایک رات پانی کی مخالف سمت کچھ اوپر جا کر ایک جزیرے پر گزاری۔ ہم ٹینٹ اور کھانے پینے کا خام سامان ہمراہ لے گئے تھے۔ ہم نے جزیرے پر اپنا خیمہ نصب کیا اور اینٹوں کے چولہے پر ہنڈیا اور روٹی بنائی اور یوں اس پکنک کا لطف دوبالا ہو گیا۔

1974ء کے جماعت کے خلاف فسادات کے دوران چوہدری صاحب کالج کے پرنسپل کے علاوہ ہوسٹل کے سپرینٹنڈنٹ بھی تھے۔ اس دوران گورنمنٹ کے ایما پر ربوہ ریلوے اسٹیشن پر غنڈا گردی کی آڑ میں ربوہ جیسے پُرامن شہر میں بدامنی پیدا کرنے کی سازش کی گئی۔ اور پُرامن شہریوں کی بلا امتیاز بلا اشتعال گرفتاریاں کی گئیں، جب حکومت کی طرف سے گرفتاریوں کا دیا ہوا ہدف پورا نہ ہوا تو علاقے کا ڈی ایس پی سپاہیوں کی نفری لے کر بغیر پرنسپل کی اجازت کے کالج پہنچا، اور مطالبہ کیا کہ مجھے 250 لڑکوں کی ہوسٹل سے گرفتاری دیدیں۔ چوہدری صاحب مرحوم نے بڑی جرأت سے اُسے کالج میں بلا اجازت داخل ہونے پر سرزنش کی اور کالج کی حدود سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس طرح ہوسٹل میں رہنے والوں کی حفاظت کی ذمہ داری کو جرأت رندانہ سے نبھایا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی محمد علی صاحب کی کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

''یہ سامنے کی کوٹھی جنہوں نے اپنے رہنے کے لئے بنوائی تھی اس میں اب ہوسٹل کے جو سپرنٹنڈنٹ رہیں گے وہ ان کے ہم نام، ہم قوم، ہم ڈگری اور ہم علاقہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ پہلا آدم آیا تو شیطان نے اسے بہشت سے نکالا مگر دوسرا آدم اس لئے آیا کہ کہ جنت میں داخل کرے۔ اس کوٹھی میں پہلے رہنے والے محمد علی نام کے، ایم اے ڈگری والے، ارائیں قوم کے اور وطن کے لحاظ سے جالندھری تھے۔ اُن کے ساتھیوں نے خلافت کے اختلاف کے وقت کہا تھا، دیکھ لینا! دس سال تک یہاں عیسائیوں کا قبضہ ہو گا۔ خُدا تعالیٰ کی نکتہ نوازی دیکھو۔ دس سال بعد نہیں تیس سال بعد ایک دوسرا شخص اُسی نام کا اور اُسی ضلعہ کا آج ہمارے سامنے یہ کہہ رہا ہے کہ اب میں اس کوٹھی میں رہوں گا اور احمدیت کی روایات کو قائم رکھنے کی کوشش کروں گا۔ جو کچھ پہلے محمد علی ایم اے ارائیں جالندھری نے کہا تھا بالکل غلط ہے۔ یہ جگہ خُدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ہی بنائی اور یہاں اسلام کے خادم ہی رہیں گے اور میں محمد علی ایم اے ارائیں جالندھری اپنے طلباء کے سمیت پوری کوشش کروں گا کہ احمدیت اپنی سب روایات سمیت قائم رہے اور دنیا پر غالب آئے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان۔ یکم نومبر 1945ء، صفحہ 3)

دیکھئے مرحوم چوہدری صاحب اپنی ساری عمر اس عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اور اپنی تمام عمر جماعت کے ایک ادنیٰ خادم کی طرح گزار کر امر ہو گئے۔

مرحوم چوہدری صاحب ایک ہمدرد انسان، شفیق استاد، مہربان دوست، بہترین منتظم اور قادر الکلام شاعر تھے، مرحوم محمد علی سے مضطر اور عارفی کے درجات طے کرتے ہوئے یادگار شاعری ورثہ چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے، تعلیم الاسلام کالج کی یادوں میں تادیر رہیں گے۔

مجھ سے ہمیشہ پیار سے پیش آتے۔ جب 1996ء میں مجھے پی ایچ ڈی کی ڈگری ملی تو چوہدری صاحب کی مبارکبادی کا پیغام ملا اور خوشی کا اظہار تھا۔ جلسے کی ڈیوٹیاں، کالج میں امتحانات کی ذمہ داریوں کے دوران ہمیشہ چوہدری صاحب مرحوم کی مہربانیوں کا مورد رہا۔ اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ آمین

اے نئے سال

اے نئے سال بتا تجھ میں نیا پن کیا ہے؟
ہر طرف خلق نے کیوں شور مچا رکھا ہے؟

روشنی دن کی وہی، تاروں بھری رات وہی
آج ہم کو نظر آتی ہے ہر ایک بات وہی

آسماں بدلا ہے افسوس، نہ بدلی ہے زمیں
اِک ہندسے کا بدلنا کوئی جدّت تو نہیں

اگلے برسوں کی طرح ہوں گے قرینے تیرے
کسے معلوم نہیں بارہ مہینے تیرے؟

تیرا من دہر میں کچھ کھوئے گا کچھ پائے گا
اپنی میعاد بسر کرکے چلا جائے گا

تو نیا ہے تو دکھا صبح نئی، شام نئی
ورنہ ان آنکھوں نے دیکھے ہیں نئے سال کئی

بے سبب دیتے ہیں کیوں لوگ مبارکبادیں
سب کیا بھول گئے وقت کی کڑوی یادیں

تیری آمد سے گھٹی عمر جہاں سے سب کی
فیض نے لکھی ہے یہ نظم نرالے ڈھب کی

(فیض)

بہارِ اُردو کے جہانِ نو

مکرم ڈاکٹر الطاف قدیر صاحب

7 دسمبر 2008ء کو اَدب کے نوبل انعام کے لیکچر میں اُردو کا ذکر کیسے آیا! نوبل انعام حاصل کرنے والے Jean-Marie Gustave Le Clezio نے اپنے لیکچر میں ادب کی بعض شخصیات کا نام لے کر انہیں اپنے اعزاز کے ساتھ یاد رکھا، اور اس میں اُردو کی ایک شخصیت قرۃ العین حیدر اپنی تحریر ’’آگ کا دریا‘‘ کے حوالے سے یاد کی گئیں۔

تفصیل کے لئے ویب لنک ہے۔

www.nobleprize.org
/noble_prize/literature/laureates
/2008/clezio-lecture_en.html)

مشہور زمانہ رسالہ ماہنامہ ٹائم نے لکھا ہے کہ:

"Can 2 billion people be wrong? The music,movies and literature of South Asia are the most popular in the world. Now America is falling under their spell."

(TIME. Canadian Edition, May 2004. pp. 34)

ترجمہ: کیا دو بلین لوگ غلطی پر ہو سکتے ہیں؟ جنوبی ایشیاء کی موسیقی، فلمیں اور ادب دنیا بھر میں بے حد مقبول ہو رہے ہیں۔ اور اب تو امریکہ بھی اس کے زیر اثر آ رہا ہے۔

آج دنیا میں ایجادات اور تجلیات کے نئے افق اُبھر رہے ہیں۔ انسان کس طرح سیکھتا، سمجھتا اور عملی روپ کی منزلوں پر گامزن ہوتا ہے۔

از خود مضامین کو مضامین سے ملا کر کئی امور جاننے کے لئے تحقیق کا ایک اہم حصہ بن چکا ہے۔ مضامین کو مضامین کی وسعتوں سے ملانا یا Transdisciplinary طریق کو اپنانا بھی ایک مؤثر راستے کے طور پر ماہرین کے سامنے آیا ہے۔ اب لسانیات، اَدب، آرٹ، ریاضی و سائنس اور ٹیکنالوجی کا سنگم ہمیں نت نئی ایجادات، مثلاً انٹرنیٹ اور سیل فون وغیرہ سے جا ملاتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ معلومات کی ترسیل کا گویا ایک بِگ بنگ (BigBang) ہوا اور بہت سے عوامل ایک نئے ارتقاء کی راہ پر ہیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی کے کارل بینڈکٹ فرے اور مائیکل اُوزبورن کا اندازہ ہے کہ آئندہ چند دہائیوں میں قریباً 47 فیصد مزید پیشوں کو انٹرنیٹ کے محور پر لایا جا سکے گا۔

(تفصیل کے لئے The Economist june 28,2014 ملاحظہ فرمائیں۔)

دنیا کے نئے موسم کیا ہوں گے، زندگی کے نئے انداز اپنے ساتھ کیا پیغام لائیں گے۔ دیکھئے کیا اور کیسے، تبدیلی کے نئے زمانے لائیں گے۔ یوں ہی خیال اُبھرتا ہے، کہیں مشاعروں میں WWW کی صدا بھی نہ سننے لگے۔ یعنی واہ۔ واہ۔ واہ کو اختصار سے کہنے لگیں: WWW

اردو زبان کی بعض وسعتوں کو دیکھتے ہوئے، حضرت خواجہ میر درد کی تحریر یاد آتی ہے کہ:

’’اے اردو گھبرانا نہیں تو فقیروں کا لگایا ہوا پودا ہے خوب پھلے پھولے گی تو پروان چڑھے گی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قران حدیث تیری آغوش میں آ کر آرام کریں گے، بادشاہی قانون اور حکیموں کی طبابت تجھ میں آ جائے گی اور تو سارے ہندوستان کی زبان مانی جائے گی۔‘‘ (میخانہ درد، صفحہ 153)

اردو زبان پر بھی نئی ایجادات کے اثرات اور تحقیقات کے نئے دریچے کھلنے لگے ہیں۔ لسانیات اور کمپیوٹر کے ملاپ سے ایک نئے مضمون کی صبح طلوع ہوئی جسے اب Computational Linguistics کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بہت سے ممالک اس نئے مضمون کی مدد سے اپنی زبان پر تحقیق کے کام کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ کارپس (Corpus) سے وابستہ لسانیات پر تحقیق کے علم میں اُس زبان میں استعمال ہونے والے الفاظ کا ایک ذخیرہ یا بینک مخصوص ترتیب کے ساتھ بنا لیا جاتا ہے۔ پھر الفاظ کے مختلف انداز میں استعمال کی شرح کا شماریاتی تجزیہ کیا جاتا ہے جو لسانی ترتیب کے نقوش اور سانچے سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ مثال کے طور پر کون سے الفاظ کہاں زیادہ استعمال ہوتے ہیں اور کہاں کم۔ اب تو انگریزی زبان میں Collocations Dictionary بھی منظر عام پر آ گئی ہے۔

اردو زبان کے بارہ میں لسانیات کے ان نئے اندازِ تحقیق سے فائدہ اُٹھانے کا کام بعض اداروں میں دلچسپی کا باعث بنا ہے تاہم ابھی نئی منزلوں کے لئے جدوجہد کا مزید سفر ہونا باقی ہے۔ جرمنی کی کانس ٹینس یونیورسٹی (University of Konstanz) میں ParGram کے نام سے ایک بڑا تحقیقی پروجیکٹ جاری ہے، جس میں اردو کے بارہ میں اہم اور دلچسپ تحقیق کا کام ہوا ہے۔

اسی طرح جنوبی ایشیا میں بھی اس سمت تحقیق کا رجحان رفتہ رفتہ بڑھ رہا ہے۔

اردو کے بارے میں تحقیقی کام مغربی ممالک کی دانش گاہوں میں بھی کئی انداز سے جاری ہے۔ (اگرچہ تمام کا ذکر تو یہاں ممکن نہیں ہے تاہم دنیا کی دانش گاہوں میں اردو کے بارہ میں کیا تحقیق ہو رہی ہے، یہ سوال خود تحقیق چاہتا ہے۔) جاپان کی ٹوکیو یونیورسٹی میں اُردو اسٹڈیز کا شعبہ بھی قائم ہے۔ اس شعبہ کی ویب سائٹ پر ہندی اور اُردو کے بارہ میں درج ہے کہ یہ دنیا کی تیسری سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ہے۔ اس سے پہلے چینی زبان اور انگریزی زبان کا نمبر ہے۔ (ویب سائٹ پر جب دیکھا گیا یہ معلومات اس بنا پر ہے۔) ویسے بعض اور موازنوں میں زبانوں کے زیادہ بولنے والوں کی تعداد میں قدرے فرق بھی ہو سکتا ہے۔

(باقی صفحہ 16)

سابق ممبر پنجاب اسمبلی مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب مرحوم آف سمبڑیال

(چند یادیں)

مکرم ملک حمید اللہ خاں صاحب

مکرم ومحترم چوہدری محمد اعظم صاحب مرحوم ضلع سیالکوٹ کی معروف سیاسی سماجی و مذہبی شخصیت تھی۔ مرحوم سے خاکسار کا ابتدائی تعارف 1970ء کے انتخابات کے دوران ہوا۔مرحوم نے یہ انتخاب صوبائی اسمبلی پنجاب کی نشست کے نئے حلقہ سمبڑیال سے پاکستان پیپلز پارٹی کی ٹکٹ پر جیتا۔خاکسار تازہ بتازہ بساط خدمت پر وارد ہوا تھا۔کوئی بساط یا وقعت نہ تھی کوئی حیثیت بھی نہ تھی ۔لیکن جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے کھوکھلے نعروں میں بلا کی کشش تھی۔خاکسار بھی ان نعروں کی کشش میں کھنچا چلا آیا تھا۔ان ایام میں پیپلز پارٹی مغربی پاکستان کی مقبول ترین پارٹی تھی۔بھٹو صاحب کے متوازن اور رواداری پر مبنی رویّہ نے ہر کس وناکس کو ان کی طرف مائل کر دیا تھا۔

مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب کی شخصیّت میں بھی غیر معمولی کشش تھی۔ان کا طرزِ کلام اور شیریں لب ولہجہ ملنے والے پر ایک مثبت اثر چھوڑتا تھا۔غریب ہو یا امیر، بڑا زمیندار ہو یا معمولی کسان ،سرمایہ دار ہو یا معمولی مزدور وہ سب کو گلے لگا کر ملتے اور ہر دل کو موہ لیتے۔عوام میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ان دنیاوی اوصاف کے ساتھ ساتھ وہ اہل ایمان بھی تھے۔ان کے والد محترم چوہدری خان بہادر صاحب مرحوم کی وفات پر خاکسار تعزیت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔تعزیت کے جواب میں مکرم چوہدری صاحب نے فرمایا کہ ویسے تو اولاد پر ماں باپ کے بے شمار احسان ہوتے ہیں۔لیکن میرے والد محترم کا ہم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں احمدیت کی آغوش میں دے دیا۔بصورت دیگر میں کیا بنتا،اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔احمدیت نے مجھے بے شمار خرابیوں اور برائیوں سے بچا لیا ہے۔

ایک مرتبہ ضلع سیالکوٹ کی جماعت اسلامی کے ایک معزز عہدیدار سے خاکسار کی ملاقات ہوئی اور اس ملاقات میں وہ فرمانے لگے کہ ضلع سیالکوٹ بلکہ پورے صوبہ میں مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب جیسا اصول پرست انسان میں نے نہیں دیکھا۔ان میں بے شمار خوبیاں ہیں۔لیکن ایک بہت بڑی کمی اور کمزوری ان میں یہ ہے کہ وہ احمدی ہیں۔اگر وہ احمدی نہ ہوتے تو پنجاب کی کوئی نہ کوئی وزارت ان کے قدموں میں ہوتی۔خاکسار نے مکرم چوہدری صاحب سے اس بات کا ذکر کیا۔تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ اگر ان عہدیدار صاحب سے دوبارہ ملاقات ہو تو ان کو میرا یہ پیغام دے دیں کہ اگر مجھ میں کوئی خوبی ہے تو وہ احمدیت کی عطا ہے اور میں ان تمام وزارتوں اور اسمبلی رکنیتوں کو جماعت کے مقابلہ میں کوئی اہمیّت نہیں دیتا۔

ذکر 1970ء کے انتخابات کا چلا تھا۔اس وقت خاکسار کی بساط صرف ایک ویسپا سکوٹر تک محدود تھی۔سو خاکسار نے وہ سکوٹر اس الیکشن مہم کے لئے پیش کر دیا۔تحصیل ڈسکہ میں اس مہم کے انچارج مکرم ومحترم چوہدری منور نصر اللہ خان صاحب مرحوم تھے۔ان کے ذاتی تعلقات، خاندانی وجاہت اور بلا کی ذہانت اس مہم کے لئے بڑی ممد ثابت ہوئی۔سارے علاقہ میں ان کا ایک وقار اور مقام تھا۔اس لئے وہ دن رات اس دوڑ میں مصروف رہے۔اور خاکسار کا ایک ناچیز سکوٹر بھی ان کے تصرف میں رہا۔اس زمانہ میں ابھی کاروں کی بھرمار نہیں تھی کسی حد تک رزقِ حلال پر گزارہ ہوتا تھا۔اور مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب کی کامیابی میں تو ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔اس انتخابی مہم میں مکرم چوہدری صاحب کے برادر اصغر مکرم چوہدری عاشق محمود گھمن صاحب بھی پیش پیش تھے۔

آج کل کینیڈا میں مقیم ہیں اور رضا کارانہ طور پر جماعت کی خدمت بجالا رہے ہیں۔چوہدری صاحب موصوف کے صاحبزادے مکرم شفقت محمود صاحب ایک عرصہ تک صدر مجلس انصاراللہ کینیڈا رہے ہیں اور آج کل سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ الیکشن میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد مکرم چوہدری صاحب نے اپنے علاقہ کے عوام کی تندہی سے خدمت کی۔خاکسار کے ذاتی مشاہدہ کے مطابق صبح سویرے عوام کا ایک جمِ غفیر ان کی کوٹھی کے لان میں جمع ہوتا۔مکرم چوہدری صاحب تیار ہو کر برآمد ہوتے ہر ایک ضرورت مند سے گلے ملتے۔مختصر طور پر کام کی نوعیت دریافت فرماتے اور متعلقہ محکموں میں سیالکوٹ بھجوانے کے بعد خود کار پر سیالکوٹ تشریف لے جاتے اور کوشش کرتے کہ ضرورت مند کی حاجت کا کوئی چارہ ہو جائے۔

1974ء کے پُرآشوب زمانہ میں ان کی مصروفیات میں خاصہ اضافہ ہو گیا تھا۔سیاسی لحاظ سے وہ ایم پی اے تھے۔پنجاب کی صوبائی اسمبلی میں تو ان کی تقریر خاص وعام کو یاد ہے۔جس میں انہوں نے جماعت پر ہونے والی زیادتیوں کا برملا ذکر کیا تھا۔اس تقریر کی وجہ سے جناب حنیف رامے صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کے لئے خطرہ محسوس کیا اور سرکاری طور پر ان کی سیکیورٹی کی پیش کش کی لیکن مکرم چوہدری صاحب نے سرکاری سیکیورٹی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ خود اپنی سیکیورٹی کا انتظام کر سکتے ہیں۔

قومی اسمبلی میں جماعت احمدیہ کو جواب دہی کے لئے بلایا گیا۔جماعت کے وفد کی قیادت حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بنفس نفیس فرمائی۔حضور انور کے سفر اسلام آباد کے انتظام اور سکیورٹی میں مکرم چوہدری صاحب نے بھرپور حصہ لیا۔خاکسار کی رہائش گاہ گوجرانوالہ سیالکوٹ روڈ پر واقع ہے۔کئی دفعہ مکرم چوہدری صاحب رات گئے یا سحری کے وقت تشریف لے آتے۔قومی اسمبلی میں سوال وجواب کا سیشن جاری تھا۔اس سلسلہ میں مکرم چوہدری

صاحب کی ذمہ داریاں انتظامی نوعیت کی تھیں ۔ایک مرتبہ انہوں نے بتایا کہ اس انتظام کے سلسلہ میں وہ تین راتیں مسلسل سو نہیں سکے۔ وہ مرض قلب میں مبتلا تھے اور بے خوابی کی وجہ سے اکثر اس مرض کی شدت میں اضافہ ہو جاتا تھا۔

لیکن اس بے خوابی کی وجہ سے ایک مرتبہ بھی دل کی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ یہ محض تصرف الٰہی تھا۔ 7 ستمبر 1974ء کو رسوائے زمانہ اعلان کے بعد 8 ستمبر کو ہمارا ایک وفد مکرم چوہدری صاحب کی قیادت میں حضور انور کی ملاقات کے لئے ربوہ گیا۔ اس وفد میں خاکسار کے علاوہ مکرم چوہدری ریاض احمد گھمن صاحب مرحوم، مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب مرحوم امیر ڈسکہ، مکرم خواجہ محمد امین صاحب مرحوم اور خاکسار کے برادر اصغر مکرم ملک فضل اللہ اعجاز صاحب شامل تھے۔ ربوہ میں ہمیں ملاقات کا وقت بعد از نماز مغرب عطا ہوا۔ اس ملاقات میں مکرم چوہدری صاحب کی پنجاب اسمبلی میں تقریر کا ذکر ہوا۔ مکرم چوہدری صاحب نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ مکرم ظہور الحق صاحب سینیٹر نے قومی اسمبلی کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ ارشاد ہوا کہ ان کو دھمکی دی گئی تھی کہ اگر وہ اسمبلی میں آئے تو ان کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی۔ مکرم چوہدری صاحب بڑے معصومانہ انداز میں بولے کہ حضور ٹانگیں ٹوٹ جاتیں تو کیا فرق پڑتا۔ مطلب یہ تھا کہ خدمت کے میدان میں ٹانگوں کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ حضور جب کمرہ میں مصافحہ کے لئے کھڑے ہوئے تو خاکسار کے دل میں ایک مخفی خواہش تھی کہ حضور سے تعارف ہو جائے اور ان کو علم ہو جائے کہ عاجز مکرم ملک نصر اللہ خاں مرحوم کا بیٹا ہے۔ اس ابتلاء میں بھی ان کی اولاد ثابت قدم رہی ہے اور قائم و دائم ہے۔ چنانچہ حضور احباب سے مصافحہ فرماتے ہوئے جب خاکسار کے پاس تشریف لائے اور چند لمحوں کے لئے رک گئے۔ خاکسار کے چہرے پر نظر ڈالی اور فرمایا کہ ’’ آپ اپنے ملک نصر اللہ صاحب مرحوم کے بیٹے ہیں۔ میں نے آپ کو آپ کے چہرے سے پہچانا ہے۔‘‘ ملاقات سے نہال ہم رات گئے ربوہ سے واپس لوٹے۔ مکرم چوہدری صاحب کا احسان تھا کہ ان کی ہمراہی اور قیادت میں ہم کو الگ کمرہ میں حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہو گیا۔

7 ستمبر 1974ء کے اعلان کے بعد مکرم چوہدری صاحب کا زیادہ تر وقت خدمت سلسلہ میں صرف ہونے لگا۔ پنجاب اسمبلی کے ممبروں، وزراء اور وزیر اعلیٰ سے اب بھی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ لیکن ان ملاقاتوں میں زیادہ تر بات جماعت کے مؤقف اور حالات پر ہوتی۔ بعض دفعہ ٹرانسپورٹ مہیا نہ ہونے کی صورت میں مکرم چوہدری صاحب خاکسار کو فون کر دیتے کہ لاہور جانا ہے اور گاڑی مہیا نہیں ہے۔ اور خاکسار ان کو لاہور لے جاتا۔ سول سیکرٹریٹ میں خاکسار کو کسی سیکشن آفیسر کے دفتر میں بٹھا کر وہ وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرتے۔ ایک مرتبہ وہ خاکسار کو راجہ منور احمد صاحب کے دفتر میں لے گئے وہ غالباً نائب وزیر تھے۔ قادیان میں وہ خاکسار کے کلاس فیلو تھے اور ان سے خاصی راہ و رسم تھی ان کی کوٹھی میں بھی خاکسار کا آنا جانا تھا۔ لیکن راجہ منور احمد صاحب نے خاکسار کو نہیں پہچانا۔ اس پر میں نے ان کو قادیان کے سکول کے مختلف حوالے دیئے اور بتایا کہ میں کوئی کام لے کر ان سے ملنے نہیں آیا اس پر وہ قدرے نادم ہوئے اور قدرے معذرت بھی کی۔ اس دوران مکرم چوہدری صاحب، حنیف رامے صاحب سے محو گفتگو رہے۔ ان کو جماعت پر ہونے والے مظالم سے آگاہ کیا۔ حنیف رامے صاحب توجہ سے چوہدری صاحب کو سنتے اور ساتھ ساتھ بقول مکرمی چوہدری صاحب سامنے پڑے کاغذات پر ’’ طوطے چڑیا ‘‘ بناتے رہے۔ ان ایام میں ضلع سیالکوٹ کی امارت کی ذمہ داریاں نہایت قابل احترام بزرگ مکرم و محترم چوہدری محمد اسلم صاحب مرحوم کے کندھوں پر تھیں۔ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ اپنی ٹرانسپورٹ نہ ہونے کے باوجود ضلع کے قریہ قریہ، گاؤں گاؤں پھرتے، ویگنوں، تانگوں اور بسوں پر پیرانہ سالی میں سفر کرتے۔ دل کا عارضہ لاحق تھا۔ لیکن اپنی علالت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خدمت سلسلہ میں دن رات ایک کر دیتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زمانہ میں خاکسار صدر جماعت ندیم آباد اور امیر حلقہ ڈسکہ غربی تھا۔ امارت حلقہ ڈسکہ شرقی اور ڈسکہ غربی سے متعلقہ امور کی انجام دہی کے لئے جب بھی چوہدری محمد اسلم ڈسکہ تشریف لاتے تو اکثر خاکسار کی رہائش گاہ پر تشریف لا کر عہدیداروں کو ملاقات کے لئے وہیں طلب فرماتے۔ ایک مرتبہ وہ تشریف لائے اور خاکسار کی کوٹھی کے برآمدہ میں عہدیداروں کو خطاب فرما رہے تھے کہ خاکسار نے ان کی آنکھوں میں زندگی کی روشنی مدھم ہوتی محسوس کی۔ نقاہت ان کی آواز میں نمایاں تھی اور خاکسار ان کی نقاہت کو محسوس کرتے ہوئے چاہتا تھا کہ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب مرحوم اپنے خطاب کو مختصر کر دیں۔ اسی خطاب کے دوران خاکسار کو خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ مکرم امیر صاحب وفات پا جائیں تو ضلع میں متبادل قیادت کے لئے کون سا وجود یہ ذمہ داری ادا کر سکتا ہے اور دوسرے لحظہ خاکسار کو خیال آیا کہ مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب اس خلاء کو پورا کر سکتے ہیں۔ خیال آیا اور چلا گیا۔ خطاب کے اختتام پر خاکسار کسی کام سے کوٹھی کے اندر گیا اور جب باہر آیا تو معلوم ہوا کہ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب جا چکے ہیں۔ خاکسار اپنی گاڑی لے کر ان کے تعاقب میں نکلا اور تھوڑے فاصلہ پر چوہدری صاحب کو جا لیا کہ وہ اپنا بیگ اٹھائے آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ خاکسار ان کو سیالکوٹ کچہری چھوڑ آیا وہ اپنی طبیعت کی خرابی کے باوجود احباب جماعت کے مقدمات کی کارروائی سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب ضلع کچہری سے فارغ ہو کر مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب کے گھر جاتے ہوئے راستہ میں ہی حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بدقسمتی سے مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب مرحوم کی وفات کی خبر امارت ہائے حلقہ جات ضلع کو نہ ہو سکی۔ جس کی وجہ سے احباب جماعت کی اکثریت اپنے محبوب امیر کے آخری دیدار اور نماز جنازہ میں شرکت نہ کر سکی۔

مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب امیر سیالکوٹ مقرر ہوئے۔ مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب بھی بڑی فعال شخصیت تھے۔ انہوں نے منصب امارت پر فائز ہوتے ہی ضلع کو بھی فعال بنانے کی کوشش شروع کر دی۔ خاکسار کو بطور امیر حلقہ غربی ان کی قیادت میں کام کرنے کا موقع ملا۔ جماعتی امور کی انجام دہی میں خاکسار نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ خاکسار ان کے سامنے طفل مکتب تھا اور وہ خاکسار کے استاد تھے۔ اگر میں یہ کہوں کہ خاکسار نے ان کی انگلی پکڑ کر چلنا سیکھا تو مبالغہ نہ ہوگا۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف کا ماضی سیاسی تھا۔ وہ ضلع سیالکوٹ کی سیاست میں ایک تن آور درخت کی حیثیت رکھتے تھے۔ جس کی چھاؤں میں آرام بھی تھا اور مزید نشوونما پانے کا موقع بھی۔ ان کی نظر کرم سے ایسے لوگ بھی بساط سیاست پر نمودار ہوئے۔ جنہوں نے بہت شہرت حاصل کی۔ اس فہرست میں ایک قابل ذکر نام جناب انور عزیز صاحب کا ہے۔ جن کا تعلق تحصیل شکر گڑھ سے تھا۔ وہ بعد میں جنرل ضیاء الحق کی کابینہ میں وزیر بن گئے۔ وزارت کا منصب سنبھالتے ہی انہوں نے ضلع سیالکوٹ کے دورہ کا پروگرام بنایا اور استقبالیہ پروگرام کا سربراہ مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب کو مقرر کیا۔ استقبالیہ پروگرام کی ابتداء سمبڑیال سے ہوئی۔ جہاں چوہدری محمد اعظم صاحب نے استقبالیہ تقریب میں جناب انور عزیز صاحب کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔

(باقی صفحہ 30)

گلاب کے پھولوں کا شہر

آؤ چلیں ونڈسر چلیں

مکرم پروفیسر محمد اعظم نوید صاحب

وِنڈسر شہر کینیڈا کے صوبہ اونٹاریو میں واقع ہے جو جنوب کی طرف کینیڈا کا آخری شہر ہے اور جسے گلاب کے پھولوں کا شہر بھی کہتے ہیں۔اِس کے علاوہ یہ کینیڈا کا Automotive City بھی کہلاتا ہے۔اس کی کُل آبادی تقریباً 217,00 افراد پر مشتمل ہے۔جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد ڈیڑھ صد سے زائد ہے۔ پیس ولیج (Peace Village, Maple) سے ونڈسر کا فاصلہ تقریباً 375 کلومیٹر ہے۔

یہاں کا موسم جی۔ٹی۔اے (گریٹر ٹورانٹو ایریا) کی نسبت خوشگوار ہے۔سردیوں میں برف بھی کم پڑتی ہے اور سورج بھی دس منٹ بعد غروب ہوتا ہے۔یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے جس کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک جانے کے لئے صرف پندرہ بیس منٹ ہی لگتے ہیں اور کسی بھی وقت کہیں آ جا سکتے ہیں۔ٹریفک کا کوئی خاص ہجوم نہیں ہے۔جی۔ٹی۔اے کی طرح مصروف اوقات میں بیس منٹ کا راستہ گھنٹوں پر مشتمل نہیں ہوتا جہاں ایمرجنسی میں سفر بعض اوقات ناممکن سا نظر آتا ہے اور ٹریفک میں پھنسے لوگ تلملا رہے ہوتے ہیں۔ خاکسار نے بریمپٹن (Brampton) میں G2 ڈرائیونگ لائسنس بہت مشکل سے حاصل کیا تھا۔ہر مرتبہ ٹریفک کا ہجوم امتحان میں کامیابی حاصل کرنے میں آڑے آتا تھا۔اِس کے بعد G لائسنس کا امتحان دینے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ بڑی سڑکوں یعنی ہائی ویز پر گاڑیاں یوں بھاگ رہی ہوتی تھیں جیسے آگ بجھانے جا رہی ہوں اور میری ڈرائیونگ ابھی گزارہ کے لائق تھی اس لئے کچھ وقت کے لئے خاموشی ٹھان لی۔

ونڈسر میں لوگ عموماً خوشحال ہیں۔ بڑی بڑی گاڑیاں رکھی ہوتی ہیں۔چہرے پریشانیوں اور تفکرات سے آزاد نظر آتے ہیں۔زیادہ تر لوگ عربی اور پاکستانی ہیں۔بہت کم تعداد میں انڈین اور سیاہ فام نظر آتے ہیں۔

یہاں کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ یہ شہر کینیڈا کا دوسرا سستا ترین شہر ہے۔انڈین اور پاکستانی گروسریز کی دکانیں بھی ہیں۔ ہر قسم کی کھانے پینے کی اشیاء یہاں بآسانی مل جاتی ہیں خاص طور پر حلال گوشت کی کوئی کمی نہیں۔

عربی خواتین برقعہ پہنتی ہیں اور اُنہیں دیکھ کر ربوہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔پورے شہر کا ماحول بہت پُرسکون ہے۔زندگی بڑے آرام سے گزرتی ہے۔ ذہنی سکون اتنا ہے کہ ایک دن میں نے G لائسنس حاصل کرنے کی ٹھان لی اور امتحان کے لئے بکنگ کروالی۔غیر متوقع طور پر پہلی ہی دفعہ میں کامیابی ہوئی۔گھر والوں کو جب لائسنس دکھایا تو بہت خوش ہوئے اور مبارکباد دی۔اُنہیں بتایا کہ جب ہم گاڑی لے کر سڑک پر پہنچے تو صرف ہم ہی تھے اور کوئی دوسری گاڑی نہیں تھی اس لئے مجھے گاڑی چلانے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔انسپکٹر کے لئے مجھے کامیاب قرار دینے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا کیونکہ خالی سڑک پر تو میں گاڑی چلانے میں ماہر تھا۔ایسی موجیں تو صرف وِنڈسر میں ہی مل سکتی ہیں۔ایک سہولت یہاں اور بھی ہے کہ کار کی اِنشورنس سستی ہے۔میں صرف 153 ڈالر ماہانہ دیتا ہوں۔

وِنڈسر سے پانچ منٹ کی دوری پر امریکہ کا ایک شہر Detroit ہے۔اِن دونوں شہروں کے درمیان ایک نہر نما دریا بہتا ہے جو کینیڈا اور امریکہ کے درمیان کی حد بندی کرتا ہے۔ ہمارے یہاں کے لوگ زیادہ تر اُدھر ہی گروسری اور گیس وغیرہ کے لئے جاتے ہیں۔ خاص طور پر گیس وہاں پچاس فیصد (50%) کم ہوتی ہے۔دوسری چیزوں میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے۔بارڈر کراس کرتے وقت ہر کار کو دس ڈالر ($10) دینے پڑتے ہیں پھر بھی ہمارے یہاں سے لوگ امریکہ جا کر شاپنگ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

کینیڈین شہری اپنا پاسپورٹ دکھا کر ایک خصوصی کارڈ یعنی ٹریول دستاویز حاصل کر لیتے ہیں جسے وہ امریکہ کا بارڈر پار کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور جو پاسپورٹ کا کام کرتا ہے تا کہ اُنہیں ہر دفعہ اپنے پاسپورٹ دکھانے کی ضرورت نہ پڑے ۔ کینیڈین PR والوں کے لئے امریکہ کا ویزہ لینا ضروری ہوتا ہے تب ہی وہ بارڈر کراس کر سکتے ہیں۔

وِنڈسر سے بیرونِ ملک جانے کے لئے لوگ زیادہ تر Detroit Airport سے ہی سفر کرنا پسند کرتے ہیں نہ کہ ٹورانٹو ایئرپورٹ۔اِس کی دو وجوہ ہیں۔ونڈسر اور Detroit Airport کا راستہ صرف بیس منٹ کا ہے جب کہ ٹورانٹو وِنڈسر سے 300-350 کلومیٹر دور ہے۔کرائے میں بھی نمایاں فرق ہوتا ہے۔علاوہ ازیں یہاں کے لوگ ملازمت امریکہ میں کرتے ہیں کیونکہ وہاں آمدنی نسبتاً زیادہ ہے لیکن رہائش ونڈسر میں ہی رکھتے ہیں جہاں وہ اپنا ذاتی گھر آسانی اور سہولت سے خرید سکتے ہیں اور تمام اخراجات کو ذہنی سکون کھوئے بغیر پورے کر سکتے ہیں۔اِس کے برعکس اگر بڑے شہروں کی بات کریں تو جی۔ٹی۔اے جیسے بڑے بڑے شہروں میں تو مہنگائی ہی مار جاتی ہے۔عام لوگوں کو ذاتی گھر کی خواہش میں تو سالہا سال لگ جاتے ہیں۔فیملی کے ہر فرد کو کام کرنا پڑتا ہے تا کہ مارگیج مل سکے۔اکثر میاں بیوی کولہو کے بیل کی مانند پورا مہینہ کام کرنے میں جُتے رہتے ہیں پھر کہیں جا کر گھر کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔چوبیس گھنٹے میاں بیوی کے سر پہ تلوار لٹک رہی ہوتی ہے کہ کہیں مہینہ بھر کی مارگیج ادا کرنے میں کوئی بریک نہ آ جائے اور ہم مصیبت میں نہ آ جائیں۔ یہی سلسلہ بیس پچیس سال چلتا رہتا ہے تب کہیں جا کر بیل منڈھے چڑھتی ہے۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر میاں کام پر گیا ہے تو بیوی گھر میں ہے اور اگر بیوی کام پر گئی ہے تو میاں گھر کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ گھر میں اگر بڑے بچے ہیں تو وہ بھی جزوقتی کام کرنے میں مصروف ہیں تا کہ پڑھائی اور ذاتی جیب خرچ کے لئے سہولت ہو جائے۔بس اِسی طرح پورا ہفتہ کام کام اور بس کام ہی کام۔رہے نام اللہ کا۔ایسے حالات میں فیملی کے ساتھ اکٹھے سیر و تفریح کا کہاں کوئی سوچتا ہے۔ونڈسر جیسے چھوٹے شہر میں رہائش اور ملازمت کے علاوہ سیر و تفریح بھی ممکن ہو جاتی ہے اور پوری فیملی کے ساتھ انسان باہر جانے کا بھی سوچ سکتا ہے۔

ونڈسر میں پانچ چھ کمروں اور تین فل باتھ روم والا گھر دو تین

لاکھ ڈالر میں مل جاتا ہے۔اور اس کی Basement کرایہ پر دے سکتے ہیں جو مزید آمدنی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔اور آپ کی مارگیج کی ادائیگی میں کام آتی ہے اور آپ کو صرف دس یا بیس فیصد ہی اپنی جیب سے ادا کرنا پڑتا ہے۔ پرانا گھر بھی لینا ہو تو KIJIJI یعنی انٹرنیٹ (Internet) پر سرچ کریں تو لاکھ ڈیڑھ لاکھ ڈالرز میں بھی دستیاب ہے۔

قریب ہی ونڈسر یونی ورسٹی ہے جو کینیڈا کی بہترین یونی ورسٹیوں میں شمار ہوتی ہے۔ اِنجیرنگ کی تعلیم کے لحاظ سے کسی بھی دوسری یونی ورسٹی سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ طلباء اکثر کرایہ پر basement ڈھونڈتے رہتے ہیں اس لئے کرایہ دار آسانی سے مل جاتے ہیں۔ یہاں کی بیسمنٹ کی خوبی یہ ہے کہ زیر زمین حصّہ صرف چار فٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ بڑی بڑی کھڑکیاں لگی ہوتی ہیں جو تازہ ہوا اور قدرتی روشنی کا ذریعہ ہیں۔ گھٹن کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ ہم زیرِ زمین رہتے ہیں۔ بڑے شہروں میں عموماً گھروں کی basements بہت کم گراؤنڈ فلور پر ہوتی ہیں۔ زیادہ تر زیرِ زمین ہی ہوتی ہیں۔ ہوا اور روشنی کے لئے چھوٹی چھوٹی ایک یا دو کھڑکیاں ہوتی ہیں جہاں گھٹن کا احساس تو ہوتا ہی ہے لیکن دن میں بھی بجلی استعمال کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ یہاں کی تعمیر کا یہی قانون ہے۔

ونڈسر میں ٹرکنگ کمپنیوں کو ٹرک ڈرائیورز (truck drivers) کی بہت ضرورت رہتی ہے۔ اکثر مقامی کمپنیاں دوسری کمپنیوں کے ڈرائیورز کو لالچ دے کر اپنے پاس بلانے کی سرتوڑ کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ تقریباً 98 فیصد نوکریاں ایسے ہی ٹرک ڈرائیوروں کی ہوتی ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر آپ ایسی کسی کمپنی کو ڈرائیور کی نوکری کے لئے فون کریں تو وہ آپ کو بغیر دیکھے اور بغیر انٹرویو کے ہی کہہ دیتے ہیں کہ کل سے کام پر آ جاؤ۔ وہ ڈرائیورز جن کے پاس امریکہ جانے کے لئے فاسٹ کارڈ (Fast Card) ہو تو اُن کو مزید پُرکشش تنخواہ (Pay Package) کی پیش کش ہوتی ہے۔

اگر کسی شخص نے کینیڈا میں ہجرت کی ہو یا اسائیلم (Asylum) لیا ہو اور سوشل ویل فیئر (social welfare) لے رہا ہو تو وہ اپنا کیس ونڈسر میں ٹرانسفر کروانے کے لئے اپنی ورکر سے درخواست کرے کہ وہ اُسے ٹرک ڈرائیونگ کا کورس کروا دے تو وہ سوشل ویل فیئر لینا بند کر دے گا۔ اگر یہ درخواست اُس کا ورکر ونڈسر سٹی (Windsor City) سے منظور کروا دیتا ہے تو اُس کا ورکر فیس ($7,000) ادا کرتا ہے اور تین چار مہینے کی ٹریننگ کے بعد اُسے لائسنس مل جاتا ہے۔

اگر کسی کے پاس فیملی ڈاکٹر نہیں ہے تو آپ کسی بھی واک ان (walk-in) کلینک میں جا کر بغیر ایڈوانس بکنگ کے اپنا علاج کروا سکتے ہیں۔ ڈاکٹرز بھی بخوشی مریضوں کو دیکھ لیتے ہیں کیونکہ کلینک میں لوگوں کا اتنا ہجوم نہیں ہوتا۔ بڑے شہروں میں فیملی ڈاکٹرز کو دیکھنے کے لئے جہاں ایڈوانس بکنگ ضروری ہے ونڈسر میں ایسے بہت کم ہوتا ہے۔

ونڈسر کے شمال مشرق میں لیمنگٹن (Leamington) نام کا ایک شہر ہے جو ونڈسر سے چالیس منٹ کے فاصلہ پر ہے اور ٹماٹو کیپیٹل آف کینیڈا (Tomato Capital of Canada) کہلاتا ہے کیونکہ یہ کینیڈا میں سب سے زیادہ ٹماٹر پیدا کرنے والا شہر ہے۔ یہاں ٹماٹروں کی پیسٹ اور ٹماٹروں سے بنی دوسری کھانے پینے کی چیزیں بنانے کی ایک بہت بڑی فیکٹری ہے جو Heinz کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں تیار کی گئی کیچ اپ (Ketchup) سب سے زیادہ مشہور ہے۔ کینیڈا میں یہیں سے یہ تمام اشیاء بھیجی جاتی ہیں۔ یہاں پر گرین ہاؤسسز بہت زیادہ ہیں جن کی وجہ سے روزگار وغیرہ آسانی سے مل جاتے ہیں۔

زندگی کی ان تمام سہولتوں اور آرام دہ زندگی کے علاوہ جو سب سے زیادہ کشش کا مرکز ہے وہ ہمارے لئے ''بیت الاحسان'' ہے جو ونڈسر کے عین وسط میں واقع ہے اور جماعت احمدیہ کا مقامی مرکز ہے۔ یہ ایک سکول کی عمارت تھی جسے جماعت احمدیہ نے کچھ عرصہ پہلے خرید کر ہمارے لئے با جماعت نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ کھیلوں کا سنٹر بھی بنا دیا ہے۔ یہاں جم GYM میں باسکٹ بال، بیڈمنٹن اور والی بال وغیرہ کا انتظام ہے۔ کوئی بھی کھلاڑی کسی وقت بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔ آپ ونڈسر کے کسی بھی علاقہ میں رہائش پذیر ہوں دس پندرہ منٹ میں یہاں پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں پر مکرم مولانا نوید اقبال صاحب مشنری خدمات بجا لا رہے ہیں۔ مکرم ڈاکٹر علیم احمد خان صاحب جماعت احمدیہ ونڈسر کے صدر ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ونڈسر ہر شعبہ میں اپنا فعال کردار ادا کر رہی ہے۔ الحمدللہ۔

بقیہ از گوئٹے مالا میں تبلیغی دورہ

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ احمدیت کا یہ قافلہ انشاء اللہ العزیز آگے بڑھتا رہے گا اور کبھی کوئی مخالفت اس کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔

مضمون کے آخر پر گوئٹے مالا کے احمدیوں کے بارہ میں بھی کچھ عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب باوجود ضعیف ہونے کے تبلیغ کے میدان میں الحمدللہ اپنا دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ ہمیں ان سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ اس کے علاوہ مکرم فائز احمد صاحب جو واقف زندگی کی حیثیت سے محترم امیر و مشنری انچارج صاحب کے ساتھ ہوتے ہیں نہایت محنتی اور پیار کرنے والے وجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے گوئٹے مالا جماعت کو دو دیوانے بھی عطا کئے ہوئے ہیں۔ جو دونوں وہاں کے مقامی احمدی ہیں۔ ایک محترم داوید صاحب جو ہیومینٹی فرسٹ کے چیرمین اور گوئٹے مالا کے جنرل سیکرٹری ہیں اور دوسرے محترم داریو صاحب جو جماعت کا مشن ہاؤس سنبھالے ہوئے ہیں اور صدر خدام الاحمدیہ گوئٹے مالا بھی ہیں۔ یہ دونوں حضرات جنون کی حد تک جماعت کا کام کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ گوئٹے مالا میں اس وقت کل 51 احمدی ہیں۔ الحمدللہ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مزید احمدی عطا کر دئے ہیں۔ بہر حال ہم جن احمدی احباب سے ملے انہیں مخلص، ایثار اور قربانی کرنے والا پایا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور گوئٹے مالا جماعت کو مزید خدمات بجالانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

بقیہ از جامعہ احمدیہ کینیڈا کی چند مساعی کا تذکرہ

4: الحمدللہ تمام طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہو گئے ہیں۔

5: حضور انور کی ہدایت پر تمام طلباء جامعہ احمدیہ ہر سوموار کو نفلی روزہ رکھتے ہیں۔

6: شام 4 بجے سے لے کر 6 بجے تک تمام طلباء جامعہ احمدیہ طاہر ہال اور فائزہ مہدی پارک میں فٹ بال کھیلتے ہیں۔

7: حضور انور کی ہدایت پر تمام طلباء جامعہ احمدیہ فجر اور عشاء کی نماز ہوسٹل میں ادا کرتے ہیں۔

مورخہ 13 دسمبر 2015 سے طلباء جامعہ احمدیہ کے امتحانات شروع ہو گئے ہیں۔ تمام قارئین سے طلباء کی کامیابی کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔

گوئٹے مالا میں تبلیغی دورہ

مکرم مولانا عبدالنور عابد مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد خاکسار عبدالنور عابد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے دو اور ساتھیوں مکرم رضا شاہ صاحب اور مکرم شاہ رخ رضوان صاحب کے ساتھ ایک ماہ کے تبلیغی دورہ پر گوئٹے مالا گیا۔

گوئٹے مالا وسطی امریکہ میں واقع ایک ملک ہے۔ جس کی آبادی ایک اندازہ کے مطابق 15.47 ملین ہے۔ گوئٹے مالا کی قومی زبان سپینش ہے۔ گوئٹے مالا کا شمار خوبصورت ممالک میں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس ملک کو قدرتی خوبصورتی سے مالا مال کیا ہے۔ اس ملک میں ایسے پہاڑ واقع ہیں جن میں سے سارا سال لاوا پھوٹتا رہتا ہے۔

خاکسار ٹورانٹو سے بذریعہ پرواز گوئٹے مالا پہنچا۔ گوئٹے مالا بھی ان ممالک میں سے ہے کہ جن کے دارالحکومت کا نام بھی ملک کے نام پر ہی ہے۔ چنانچہ گوئٹے مالا ملک کا دالحکومت گوئٹے مالا شہر ہے۔ دوپہر قریباً ایک بجے ہم گوئٹے مالا شہر پہنچے۔ ایئرپورٹ پر مکرم مولانا عبدالستار خان صاحب امیر و مشنری انچارج گوئٹے مالا اور محترم فائز احمد صاحب واقف زندگی نے ہمارا استقبال کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمیں اس خطہ ارض پر بھیجنے کی غرض لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام فلائیرز کے ذریعہ پہنچانا تھا۔ چنانچہ دوپہر کا کھانا کھا کر ہم فلائیرز کی تقسیم کے لئے نزدیکی شہر اینٹیگوا گئے۔ اینٹیگوا میں جماعت کا ایک سکول باقاعدہ کام کر رہا ہے اسی طرح گوئٹے مالا میں ہیومینٹی فرسٹ کے چیرمین محترم داوید صاحب کا دفتر بھی اسی شہر میں ہے۔

گوئٹے مالا میں ہمارا قیام ایک ماہ کا تھا۔ اس دوران ہم ہفتہ کے چھ دن فلائیرز تقسیم کرتے اور لوگوں کو خصوصیت سے جمعہ کے دن کی مسجد آنے کی دعوت دیتے۔ اس طرح چھ دن تبلیغ کے نتیجہ میں بعض مخلص غیر مسلم لوگ جمعہ کے دن مسجد میں آتے۔ جہاں ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا جاتا تھا۔ خطبہ سننے کے بعد تمام مہمانان کے ساتھ خصوصی نشست کا انتظام کیا جاتا۔ جس میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے جاتے۔ نوجوان جو طبعاً مذہب کی طرف اتنا رجحان نہیں رکھتے انہیں ہم جمعہ کی اس طرح دعوت دیا کرتے تھے کہ مسجد تشریف لائیں اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیں اور بعد میں فٹ بال کے میچ میں شامل ہوں۔ گویا جمعہ کا دن ہمارا اس غرض کے لئے مخصوص ہوتا تھا۔ نوجوان اس ترکیب مسجد آنا شروع ہوئے اور ہم تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انہیں اسلام اور احمدیت کے بارہ میں بتانے لگ جاتے۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل ہماری کوششوں کو پھل بھی لگائے اور اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار نئے پھل عطا کئے۔ الحمدللہ علی ذالک۔ اس عرصہ میں ہم گوئٹے مالا شہر کے علاوہ ارد گرد کے علاقوں میں بھی تبلیغ کے لئے جایا کرتے تھے۔ گوئٹے مالا کے لوگ بھی دوسرے ملکوں کی طرح یا تو مذہب کی پرواہ نہیں کرتے یا پھر عیسائیت پر اتنے راسخ العقیدہ ہیں کہ کوئی اور بات نہیں سنتے۔ تاہم ان لوگوں میں شرافت پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ فلائیرز لینے سے انکار نہیں کرتے تھے۔ بعض تو وہاں ہی اسے پڑھنے لگ جاتے تھے اور پھر مختلف موضوعات پر سوالات بھی کرتے۔ سپینش زبان سے ہماری آشنائی بالکل نہ ہونے کے برابر تھی مگر پھر بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارشیں ہوتی دیکھتے تھے۔ بعض اوقات ایسے ہوتا کہ ہمیں بات سمجھانی نہیں آرہی تو ساتھ سے گزرتے ہوئے لوگ جنہیں انگریزی آتی تھی رک کر ہمارے لئے ہمارے ترجمان بن جاتے۔ جس سے ہمیں دوہرا فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا۔

اس دورہ میں ہمیں اسلام اور احمدیت کا پیغام ایسے ایسے علاقوں میں پہنچانے کی توفیق ملی جہاں اسلام کے نام سے بھی لوگ واقف نہ تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ یہ لوگ جو آج اسلام کے نام سے بھی واقف نہیں اپنا سب کچھ اسلام کی راہ میں قربان کرنا باعث فخر سمجھیں گے۔

تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں ایک قوم کا جو ''مایا'' کے نام سے موسوم ہے پتہ لگتا ہے۔ یہ قوم وسطی امریکہ کے مختلف ممالک میں رہتی تھی جن میں سے ایک گوئٹے مالا بھی ہے۔ گوئٹے مالا میں ان کے قدیم کھنڈرات ملتے ہیں جن سے اس قوم کی جاہ وحشمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ہمیں پتہ لگا کہ اس قوم کے بارہ میں ایک پیشگوئی تھی کہ مشرق سے ایک مذہب آئے گا جوان کے لئے ہوگا۔ جسے عیسائی مذہب نے اپنی طرف منسوب کیا اور وہاں کے قدیم باشندوں کے عقائد بدل کر ان لوگوں کا قتل عام کیا۔ جائیدادیں لوٹیں اور رفتہ رفتہ انہیں مذہب بدلنے پر مجبور کیا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس شہر کا رخ کیا جہاں ان کے کھنڈرات آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں تا کہ شاید کسی 'مایا' قوم کے باشندے سے ملاقات ہو تو ہم اسے اسلام کا پیغام دے سکیں۔ تین دن کے اس پروگرام میں ہمیں ایک بھی ایسا شخص نہیں ملا جس کا تعلق اس قوم سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کی سچی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ چنانچہ ہوا یوں کہ واپسی پر ہم گوئٹے مالا شہر میں موجود مشن ہاؤس سے 25 منٹ کی ڈرائیو پر تھے کہ ہم نے پروگرام بنایا کہ گاڑی میں موجود قریباً 2000 کے قریب فلائیرز تقسیم کر کے پھر ہی مسجد جائیں گے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی جگہ جہاں ہم رُکے اللہ تعالیٰ نے 'مایا' قوم کے ایک شخص سے جو کہ کئی گاؤں کے سردار تھے ہماری ملاقات کروادی۔ خاکسار کی درخواست پر اگلے دن وہ مسجد آئے اور بہت خوشی کا اظہار کیا کہ وہ اسلام کی باتیں سن کر بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ واپسی پر محترم امیر صاحب سے درخواست کر کے گئے کہ آپ ہمارے گاؤں آئیں اور ہمیں اسلام احمدیت کا پیغام دیں۔ چند دنوں کے بعد اس سردار نے اپنی بیوی سمیت احمدیت قبول کر لی۔ اور گوئٹے مالا سے اب خبر آئی ہے کہ اس کے قبیلے کے 89 لوگ اب تک حلقہ بگوش احمدیت ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

(باقی صفحہ 23)

جامعہ احمدیہ کینیڈا کی چند مساعی کا تذکرہ

مرتبہ: مکرم فضل اللہ منیب صاحب ، متعلم درجہ ممہدہ

علمی و تحقیقی سیمینارز

24 اکتوبر 2015ء سے 30 نومبر 2015ء تک تسلسل سے درجہ خامسہ کے طلبا مختلف علمی و تحقیقی موضوعات پر اپنے مقالہ جات پیش کرتے رہے ہیں۔ ان سیمینارز میں تقاریر کرنے والے طلباء کے نام اور عناوین درج ذیل ہیں۔

مصلح الدین شنبور	کبابیر میں تاریخ احمدیت
طارق نسیم	مردوزن کی نفسیات پر اسلامی تجزیہ
عمر نیز	مولانا جلال الدین رومی
فہیم ارشد	عبادتِ اسلامی کا فلسفہ

ہفتہ وار سیمینار

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء کے علمی و تربیتی معیار کو بہتر بنانے کے لئے تسلسل کے ساتھ مختلف اسکالرز کو علمی و تحقیقی موضوعات پر لیکچرز دینے کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔ جامعہ احمدیہ کینیڈا میں لیکچر دینے والے حضرات کے نام اور عناوین مندرجہ ذیل ہیں۔

لیکچرار	عنوان
مکرم حسن عابدین صاحب شام سے آئے ہوئے نئے مہاجر	شام میں حالات زندگی اور قبولیت احمدیت
مکرم پیارا سنگھ صاحب بمع وفد صدر گوردوارہ نانک سر بریمپٹن	بھائی چارہ

علمی مقابلہ جات

23 اکتوبر سے آخر نومبر تک ہونے والے مقابلہ جات کی رپورٹ درج ذیل ہے۔ ان مقابلہ جات میں ہر ایک گروپ سے کم از کم دو طلباء نے حصہ لیا۔

مقابلہ تلاوت

اول	باسل رضا بٹ، متعلم درجہ رابعہ، دیانت گروپ
دوم	صباحت علی، متعلم درجہ رابعہ، رفاقت گروپ
سوم	فطین ریاض، متعلم درجہ ممہدہ، شجاعت گروپ

مقابلہ اردو فی البدیہہ تقریر

اول	عمر فاروق، متعلم درجہ ثانیہ، شجاعت گروپ
دوم	صباحت علی، متعلم درجہ رابعہ، رفاقت گروپ
سوم	باسل رضا بٹ، متعلم درجہ رابعہ، دیانت گروپ

مقابلہ روحانی خزائن (انفرادی)

اول	فاطر احمد، متعلم درجہ ثالثہ، رفاقت گروپ
دوم	نجیب اللہ ایاز، متعلم درجہ رابعہ، امانت گروپ
سوم	شرجیل احمد، متعلم درجہ رابعہ، دیانت گروپ

مقابلہ روحانی خزائن (گروپ)

اول	امانت گروپ
دوم	دیانت گروپ
سوم	رفاقت گروپ

نئے ہوسٹل میں منتقلی

14 تا 16 نومبر 2015ء جامعہ احمدیہ کینیڈا میں نئے ہوسٹل میں منتقلی کے لئے چھٹی کی گئی۔ ان تین دنوں میں 44 طلباء سابقہ ہوسٹلز سے نئے ہوسٹل میں منتقل ہوئے (جماعت کے پرانے مشن ہاؤس کی عمارت کو جامعہ کے ہوسٹل کے طور پر تیار کیا گیا ہے) منتقل ہونے والے طلباء میں درجہ ممہدہ، درجہ رابعہ، درجہ خامسہ اور درجہ سادسہ کے لڑکے شامل ہیں۔ جامعہ کے تمام طلباء نے بڑی محنت سے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹایا۔ 16 نومبر کی شام کو بعد نماز مغرب مکرم محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ہوسٹل کا افتتاح کیا اور اس کے ڈائننگ ہال میں نفلی روزہ افطار کیا۔

کچن اور ڈائننگ ہال

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نئے ہوسٹل میں جامعہ احمدیہ کا باقاعدہ کچن اور ڈائننگ ہال تیار کیا گیا ہے۔

ہر کلاس ایک ایک ہفتے کے لئے کچن میں تینوں اوقات میں کھانا تقسیم کرتے ہیں اور ڈائننگ ہال کی صفائی کرتے ہیں۔

دیگر مصروفیات

1: مورخہ 31 اکتوبر بروز ہفتہ کو جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء نے وقفِ نو کے سالانہ نیشنل اجتماع میں شرکت کی۔ مسجد بیت الاسلام میں طلباء نے جامعہ کے بارہ میں تعارفی سٹال لگایا۔ واقفین نو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی پر مبنی جامعہ احمدیہ میں لگی ہوئی نمائش بھی دیکھی۔

2: مورخہ 31 اکتوبر تا یکم نومبر 2015ء جامعہ کی باسکٹ بال کی ٹیم نے ملواکی، امریکہ میں منعقد ہونے والے مسرور انٹرنیشنل ٹورنامنٹ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ احمدیہ کی باسکٹ بال ٹیم نے دوسری پوزیشن حاصل کی۔

3: مورخہ 5 نومبر 2015ء کو جامعہ کی باسکٹ بال ٹیم کے اعزاز میں اچھے موسم کو غنیمت جانتے ہوئے اساتذہ اور طلباء نے حدیقہ احمد بریڈفورڈ میں پکنک کی۔

(باقی صفحہ 23)

مذاہب میں انتہاء پسندی کا حل

کینیڈا کی سب سے بڑی مختلف مذاہب کانفرنس

گولف (اونٹاریو) میں ہونے والی 35ویں بین المذاہب کانفرنس کی روئداد

آج کی دنیا میں تمام مذاہب کے ماننے والوں اور فلسفیانہ روایات کے حامیوں میں انتہا پسندی کا رجحان اپنے عروج پر ہے اور ساری انسانیت کے لئے ایک لمحہ فکریہ بن چکا ہے۔ عالمی طاقتیں اِسے مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں لیکن یہ زہر پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ اس تاریک دور میں جماعت احمدیہ عالمگیر اسلام کی شمع لئے تمام عقائد کے اکابرین کو دنیا بھر میں دعوتِ فکر دینے میں مصروف ہے۔

یہاں اونٹاریو کے ساؤتھ ویسٹ ریجن کی جماعتوں نے اِس سال اپنی 35ویں مذاہب عالم کانفرنس میں اسی انتہاء پسندی کو موضوع بنایا۔

یکم نومبر 2015ء کو یہ کانفرنس River Run Centre, Guelph, Ontario, Canada منعقد ہوئی۔ یاد رہے کہ گذشتہ تین سال سے شمالی اونٹاریو کے ایک چھوٹے سے شہر گولف میں ایسی کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے۔

کانفرنس کی افتتاحی تقریب میں محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اس بڑھتی ہوئی انتہاء پسندی کے مذموم عزائم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمام عقائد کے پیروکاروں کی ذمہ داری ہے کہ عالمی دہشت گردی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے سو سال پہلے ایسے بین المذاہب اجتماعات کی بنیاد رکھی اور خلفائے احمدیت ایسی کانفرنسوں کی صدارت فرماتے رہے اور ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 فروری 2014ء کو لندن میں ایک ایسی ہی عالمی بین المذاہب کانفرنس سے خطاب فرمایا۔

افتتاحی تقریب

اتوار صبح دس بجے یہ کانفرنس تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی تو تمام مقررین اور معزز مہمانوں کو افتتاحی تقریب کے لئے اسٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی جس کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب اور گولف سے نومنتخب ممبر پارلیمنٹ آنریبل لائیڈ لونگ فیلڈ Hon. Lloyd Longfield, MP نے ورلڈ ریلیجنز کانفرنس کی سنہری تختی سے نقاب کشائی کی رسم ادا کی اور مقامی سکول ٹیچر اور کچنر۔واٹرلو کی معروف گلوکارہ نے انتہائی جذباتی انداز میں کینیڈا کا قومی ترانہ گایا۔

اِس موقع پر CBC ریڈیو کے معروف پروگرام کریگ نورس Craig Norrris نے میر مجلس کی حیثیت سے کانفرنس کے آغاز کا اعلان کیا۔

محترم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں کانفرنس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''تحفہ قیصریہ'' کے صفحہ 256 اور 259 سے چند اقتباسات پیش کئے۔

آپ کے خطاب کے بعد سات مذاہب کے نمائندگان نے تین تین منٹ میں اپنے عقائد کا تعارف کروایا۔

اور پھر کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہوئے درج ذیل معزز مہمانوں نے حاضرین سے خطاب کیا۔

☆ سٹی کونسلر Ms. Jan Liggett جو کیمبرج سٹی کے میئر کی نمائندگی کے لئے تشریف لائی تھیں۔

☆ سٹی کونسلر Mr. Phil Allt جو گولف سٹی کے میئر کی نمائندگی کر رہے تھے۔

☆ ممبر صوبائی اسمبلی Hon. Bob Delaney

☆ اسپیکر صوبائی اسمبلی Hon. Dave Levac

کھانے کے وقفہ کے بعد تقریباً ایک بجے موضوع پر باقاعدہ خطاب کے لئے تمام نمائندگان کو باری باری پندرہ پندرہ منٹ کا وقت دیا گیا۔ ہر نقطہ نظر کے بیان کے بعد اُسی عقیدہ کی مقدس کتابوں اور صحیفوں سے مرد و خواتین نظمیں گا کر سُناتے رہے۔

اسلامی نقطہ نظر کے بعد سورۃ بنی اسرائیل کی تلاوت اور انگریزی ترجمہ پیش کیا گیا۔

غیر مذہبی عقائد کا نقطہ نظر

سب سے پہلے انسانی مسائل کو عقلی دلائل سے حل کرنے والے مفکرین کے نمائندہ Mr. Doug Thomas تشریف لائے۔ آپ لا دینی حلقوں میں جانے پہچانے مضمون نگار اور اونٹاریو کی فری تھنکرز سوسائٹی کے سابق صدر ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اُن کے خیال میں سیکولر حلقوں میں انتہاء پسندی کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کیونکہ وہ انتہاء پسندی کے بیانات پر اپنے ردّعمل کو متعین کرنے والی وجوہات پر غور کرتے اور اُن شواہد کا تجزیہ کرتے ہیں جو انتہاء پسندی کا مطالبہ کرنے والوں کو اُن کے شدید ردّعمل پر اُکساتا ہے۔

سکھ مذہب کا نقطہ نظر

شکاگو سے تشریف لائے ہوئے ست سری گرو گرنتھ صاحب کے عالم Simerneet Singh نے سکھ برادری میں انتہاء پسندی کا حل کے موضوع پر بات کی۔ انہوں نے کہا کہ انتہاء پسندی کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ سکھوں کے پہلے گرو بابا نانک صاحب نے آج سے پانچ سو سال پہلے انتہاء پسندی کا سامنا کیا۔ اُس وقت سے لے کر اب تک اس میں شاید ہی کوئی تبدیلی آئی ہے۔ سکھ مذہب یہ سکھاتا ہے کہ خدا کا پتہ ذہنی کٹر پن، بھوکا رہنے، سادگی اور کفایت شعاری اور جسمانی صعوبتیں اُٹھانے سے نہیں ملتا بلکہ ذہن کے مندر میں ملتا ہے۔

اپنے نقطہ نظر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ خدا کے حصول کے لئے سری گرو گرنتھ صاحب کی تعلیمات پر عمل کرنے اور توجہ اور انہماک کی ضرورت ہے۔ خدا کی تلاش میں تمام مذاہب کے لوگوں کے لئے گرو گرنتھ صاحب کا وجود مشعلِ راہ ہے۔ یہ دوسرے مذاہب کے صحیفوں کی ترجمانی کے لئے اضافی

معلومات کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اُن کی تعلیمات سے خوف، کمزوری اور توہم پرستی پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے اور ہم اپنی منزل اور مطمع نظر کو پاسکتے ہیں۔

مذہب اسلام کا نقطۂ نظر

پارک ریجن کے مشنری مولانا فرحان اقبال صاحب نے انتہاء پسندی کے بارہ میں اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ مضمون کے آغاز میں یہ بتانا ضروری ہے کہ اسلام اور انتہاء پسندی دو متضاد چیزوں کا نام ہے۔ تشدد اور انتہاء پسندی اسلامی عقائد سے مسلسل ایک متعین فاصلے پر ہیں۔ جہاں تک انتہاء پسندی کے مسئلہ کے حل کا سوال ہے تو ہمارا مذہب اس کے لئے اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیمات کی تشہیر اور فروغ چاہتا ہے جو ماسوائے امن وسلامتی، صلح وآشتی کے کچھ بھی نہیں۔ آپ نے واضح کیا کہ تشدد اور انتہاء پسندی کے خلاف جنگ دراصل ذہنی اور نظریاتی جنگ ہے جو جنگوں سے نہیں جیتی جاسکتی ہمیں متبادل حل پیش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ تشدد اور انتہاء پسندی کے خیالات کو جڑ سے اُکھاڑا جائے۔

عیسائیت کا نقطۂ نظر

گولف کے پادری جان بطرس Rev. John Buttars جو یونائٹڈ چرچ آف کینیڈا کے پادری بھی رہ چکے ہیں، انہوں نے بتایا کہ عیسائی لوگ انتہاء پسندی کے مسائل کو کیسے حل کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک انتہاء پسندی موت کا ایک گماشتہ ہے۔ مذہبی ہٹ دھرمی اور جارحیت کی ایک قسم ہے اور تشدد کی دنیا میں ایک قدم ہے۔ کسی مذہب کی انتہاء پسندی اپنے ہمسائے سے محبت کرنے اور اُس سے گرمجوشی کا اظہار کرنے یا کسی اجنبی کو خوش آمدید کہنے سے متضاد ہے۔ یہ سب باتیں عیسائیت کی روایتی تعلیم کا حصہ ہیں۔ انتہاء پسندی میں ''دوسروں'' پر اُنگلی اُٹھانے کا عمل شامل ہے۔ عیسائیت کی مقدس روایتی تعلیم میں انتہاء پسندی، شکل بگاڑنے یا تشدد کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ پادری بطرس نے کہا کہ حقائق پر مبنی گفتگو انتہاء پسندی کے خلاف زُود اثر ہوسکتی ہے۔

قدیم روایتی مذاہب کا نقطۂ نظر

ہملٹن شہر میں Ojibway Cree کے Bear Clan کے بزرگ اور کونسلر والٹر کوک Walter Cooke نے بتایا کہ قدیم مذاہب کے باشندے کس طرح انتہاء پسندی سے نپٹتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمام کینیڈین شہریوں کو Ojibway Cree کے طرز زندگی کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ اُنہوں نے چار قدیم دواؤں کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ کس طرح کام کرتی ہیں۔

اُنہوں نے بتایا کہ یہی وجہ ہے کہ قدیم آبائی باشندے آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں کرتے بلکہ ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں اور قدیم مذاہب میں انتہاء پسندی کا سامنا کرنے کا یہی طریق ہے۔

یہودی مذہب کا نقطۂ نظر

کیمبرج شہر کے Dr.Daniel Maoz جو Wilfred Laurier University کے سکالر ہیں۔ انہوں نے انتہاء پسندی کے بارہ میں یہودی مذہب کا نقطۂ نظر پیش کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ انتہاء پسندی کا حل نکالنے کے لئے یہودی مذہب میں بہت سے کارآمد طریق ہیں جن پر غور کیا جاسکتا ہے۔ ابتدائی طور پر یہودی مذہب کا معیار اخلاق معلوماتی اور مددگار ہوسکتا ہے۔

یہودی مذہب کے نمائندہ کی حیثیت سے مجھے یہ بات ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے کہ یہودی معیارِ اخلاق کے عام فہم اصول کے مطابق مجھے اُن باتوں پر گفتگو نہیں کرنی چاہیے جن کے بارہ میں میرا علم نہیں، لہٰذا اِس کانفرنس میں اس موضوع پر گفتگو کرنے کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے مجھے خاطر خواہ مطالعہ، مزید بات چیت اور مزید تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

اُنہوں نے کہا کہ ہمارے صحیفوں، یہودی لٹریچر اور مختلف تاریخی ادوار میں یہودی مذہب کے پیشواؤں کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی تقریباً تین ہزار سال سے داخلی اور خارجی طور پر انتہاء پسندی سے نبرد آزما ہیں۔

ہندومت کا نقطۂ نظر

گولف شہر کے Dr. Praveen K. Sexena جو ہندومت کے اسکالر اور گولف یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔ انتہاء پسندی کے بارہ میں ہندومت کا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لئے تشریف لائے۔ انتہاء پسندی کی وجوہات پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ انتہاء پسندی معاشرتی اور معاشی وجوہات سے نمودار ہوتی ہے جسے سیاسی اقتدار، معاشی بالادستی اور اعلیٰ معاشرتی رُتبہ کے لالچی افراد ہوا دیتے ہیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ انتہاء پسندی کا مطالعہ یہ تجویز کرتا ہے کہ بے روزگاری، دھوکہ دہی، معاشی تفاوت اور اقلیتی اور مذہبی گروہوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہمیں مذہبی انتہاء پسندی، تشدد اور دہشت گردی کی طرف لے جاتی ہے۔

آپ نے کہا کہ ہندومت کا فلسفہ ایک نظام مہیا کرسکتا ہے جو مذہب کو انتہاء پسندی کی طرف لے جانے سے روک سکتا ہے۔ ہندو مت انتہاء پسندی کے حل کے لئے دھرما اور روحانیت کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔

یاد رہے کہ ایک عرصہ سے مکرم نبیل احمد رانا صاحب Chief Planning and Coordinating Officer (WRC) ہیں جو کانفرنس کے جملہ انتظامات کرتے ہیں۔

اختتامی حصہ اور سوال وجواب

دن بھر کی یہ کانفرنس سوال وجواب کی دلچسپ محفل پر ختم ہوئی۔ 45 منٹ کے اس حصہ میں میر مجلس کریگ نورس نے نمائندگان سے حاضرین کے جمع شدہ سوالوں میں سے دو دو سوال کئے۔

آخر میں ورلڈ ریلیجن کانفرنس کی آرگنائزنگ کمیٹی کے صدر محترم فواد ملک صاحب نے آرگنائزنگ کمیٹی کے ممبران، 70 سے زائد رضاکاروں، نمائندگان اور میڈیا کے تمام ارکان کا شکریہ ادا کیا۔

محترم محمد عامر محمود شیخ صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مذاہب کے نمائندگان اور میر مجلس کو اعزازی تختیاں پیش کیں اور اجتماعی دُعا کے ساتھ 35 ویں مذاہب عالم کانفرنس کے اختتام کا اعلان کیا۔

اِس تقریب میں 500 کے قریب حاضرین شامل ہوئے جس میں اکثریت غیر مسلم احباب وخواتین کی تھی۔

اِس کانفرنس کی مکمل کاروائی ویب سٹریم پر دیکھی اور سُنی گئی۔ اس کے علاوہ تقریب کے بعد پرنٹ میڈیا، ریڈیو اور ٹی وی چینلز نے بھی بڑے مؤثر انداز میں تقریب کی رپورٹ پیش کی۔

اِس کانفرنس کی مکمل ویڈیو درج ذیل ویب سائٹ پر دیکھی اور سُنی جاسکتی ہے۔

www.worldreligionsconference.org

نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف

احمدیہ گزٹ کینیڈا میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

اشتہارات کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ کریں۔

مبشر احمد خالد

فون نمبر: 647-988 3494

ای میل: manager@ahmadiyyagazette.ca

Tackling Radicalizatio In Faiths

شامی مہاجرین کی بحالی کے لئے ورکشاپ اور کانفرنس

عطیات کے لئے ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا کا شاندار عشائیہ

نمائندہ خصوصی: محمد اکرم یوسف

شام میں خانہ جنگی کے باعث دنیا بھر میں شامی مہاجرین کا ایک سیلاب اُمنڈ آیا ہے، جسے عہدِ حاضر کا سب سے بڑا المیہ کہہ سکتے ہیں۔ شامی لوگ ایک ناقابلِ یقین ابتلاء اور محرومی سے دوچار ہیں۔ اگرچہ یہ جنگ چار سال پہلے شروع ہوئی تھی لیکن ترکی کے ساحل پر بہتی ہوئی تین سالہ ایلن کُردی کی لاش نے کینیڈا اور دنیا بھر کی توجہ اِس اندوہناک صورت حال کی طرف مبذول کروادی۔

ہیومینٹی فرسٹ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پہلے سے ہی ترکی اور اُردن میں شامی مہاجرین کی دیکھ بھال میں مصروف ہے اور درجنوں مہاجرین کو پرائیویٹ سپانسرشپ پروگرام کے تحت کینیڈا میں گوشہ عافیت مہیا کرچکی ہے۔ حکومتی اور غیرحکومتی اداروں میں موجودہ صورت حال کی سنگینی کا احساس اُجاگر کرنے اور اتحادِعمل پیدا کرنے کے لئے ہیومینٹی فرسٹ کینیڈا نے جمعہ 20 نومبر 2015ء کی شام تین بجے وڈبائن بنکوئٹ ہال میں ایک ورکشاپ اور کانفرنس کا اہتمام کیا۔

ورکشاپ

دو گھنٹے کی ورکشاپ میں مختلف رضاکاروں، اداروں کے نمائندگان، امیگریشن وکلاء Georgina Murphy, Celeste Shankland، پیشہ ور ماہرین اور طلباء نے حصہ لیا۔ 50 سے زائد ان شرکاء نے حالات وواقعات کی روشنی میں اپنے تجربات سے حاضرین کو مطلع کیا اور آئندہ لائحہ عمل پر غور کیا گیا۔

کانفرنس اور عشائیہ

6 بج کر 40 منٹ پر تقریب کے دوسرے حصہ میں محترم مبشر احمد خالد صاحب ڈائریکٹر ہیومینٹی فرسٹ نے کانفرنس کی ابتداء میں پروگرام کی تفصیل بیان کی۔

محترم قیصر ندیم صاحب نے سورہ الانفال کی آیات 75 تا 76 کی تلاوت اور انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

محترم امیر صاحب کا افتتاحی خطاب

محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے اجتماعی دُعا سے تقریب کا باقاعدہ آغاز کیا اور اپنے مختصر افتتاحی خطاب میں تلاوت کی جانے والی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں خوشی ہے کہ ہیومینٹی فرسٹ کو شامی مہاجرین کی کینیڈا میں آبادکاری کا موقع مل رہا ہے اور ہم اب تک 45 کے لگ بھگ شامی مہاجرین کو کینیڈا میں سہولتیں مہیا کرسکے ہیں اور یہ عمل بڑی تیزی سے جاری ہے۔

چیئرپرسن ہیومینٹی فرسٹ کا خطاب

مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب چیئرپرسن ہیومینٹی فرسٹ نے اپنے خطاب میں سلائیڈ شو کی مدد سے بتایا کہ ہیومینٹی فرسٹ مکمل طور پر ایک رضاکارانہ ادارہ ہے اور سورہ انفال کی آیات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ شام میں تباہ کاریوں کا تناسب لامحدود ہے۔ آج 22 ملین والی آبادی کے اِس ملک میں 12 ملین لوگ بے گھر ہوچکے ہیں۔ جن میں سے 4 ملین لوگ انتہائی نامساعد حالات کا شکار ہیں اور اُردن، ترکی، لبنان، عراق اور مصر میں یہ مہاجرین کیمپوں میں مفلسی کی دن گزار رہے ہیں۔ 220,000 سے زائد لوگ فسادات میں مارے جاچکے ہیں اور ہزاروں ہجرت کے دوران اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے رضاکاروں کی ٹیم کینیڈا کی سول سوسائٹی اور عام فلاحی اداروں کے ساتھ مل کر اِس مہم کے لئے کوشاں ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ 200 شامی مہاجرین کو سپانسر کرنے کے عمل میں مصروف ہے اور مزید 100 افراد کی درخواستوں پر کام کررہی ہے۔ اس کے علاوہ حکومتی ذرائع سے آنے والے 25,000 مہاجرین میں سے کچھ مہاجرین کی آبادکاری کے لئے بھی تیار ہے۔ آپ نے اِن کاموں کی مالی معاونت اور رضاکارانہ خدمات میں آگے آنے کے لئے احباب جماعت سے پُرزور تحریک کی۔

اِس موقع پر آپ نے نیشنل سیکرٹری ضیافت محترم نصیر احمد خان صاحب کی گراں قدر خدمات کو شاندار الفاظ میں سراہا اور اُنہیں خراجِ تحسین پیش ہوئے 'ٹیم لیڈر' کا خطاب دیا۔

یو این ایچ سی آر کے آبادکاری کے آفیسر Michael Casasola کا خطاب

مائیکل نے اپنی رپورٹ میں دنیا بھر میں مختلف حادثات اور واقعات کی وجہ سے ہرسال بڑھتے ہوئے مہاجرین کے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے شام کے بحران کی صورت حال پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہم اِس بحران کو کم کرنے کے لئے کیا کرسکتے ہیں۔ آپ نے اِس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔

Brian Dyck کا خطاب

سپانسرشپ ایگریمنٹ ہولڈر ایسوسی ایشن کے چیئرپرسن برائن ڈِک جو مقامی چرچ کے پادری ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کینیڈا کی تاریخ کو دُوہراتے ہوئے فرمایا کہ کینیڈا کو اپنی فراخدلانہ روایات کو برقرار رکھنا ہوگا۔ کینیڈا کے لوگ آنے والوں کو ہمیشہ سے خوش آمدید کہتے آئے ہیں۔ آپ نے ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کینیڈین روایات کے عین مطابق ہیں۔

Alexandra Kotyk کا خطاب

الیگزنڈرا Lifeline Syria کی پراجیکٹ مینیجر ہیں، آپ نے اپنے تجربات کی روشنی میں آبادکاری کے مختلف مراحل اور اس راہ میں آنے والی مشکلات کا ذکر کیا اور اُن خدمات کے بارہ میں

بتایا جن میں اُن کا ادارہ مدد کر سکتا ہے۔

Jennifer Nagel کا خطاب

جینفر یونیورسٹی آف ٹورانٹو کے شعبہ فلاسفی کی ایسوسی ایٹ چیئر اور پروفیسر ہیں۔ آپ نے اپنے خطاب میں عطیات دینے والوں اور سپانسرز کے ساتھ مصروفیات کے موضوع پر بات کی اور مختلف قواعد وضوابط کے بارہ میں بتایا۔ آپ نے ہیومینٹی فرسٹ کے ساتھ مل کر کئے جانے والی خدمات کا ذکر کیا۔

آپ کے خطاب کے بعد سکاربرو کے وارڈ کونسلر Jim Kary giannis اور کنگ سٹی کے میئر Hisworship Steve Pellegrini نے بھی حاضرین سے مختصر خطاب کیا۔

ہیومینٹی فرسٹ کا تعلیمی ایوارڈ

اس موقعہ پر ہیومینٹی فرسٹ کی جانب سے دیئے جانے والے تعلیمی ایوارڈ کا اعلان بھی کیا گیا۔ رواں سال کا تعلیمی ایوارڈ یارک یونی ورسٹی کی طالبہ Heidi Zaker کو دیا گیا۔ پروفیسر سید شاہد احمد صاحب نے 2500 ڈالر کا یہ ایوارڈ اسٹیج پر تشریف لا کر محترمہ Heidi کو دیا۔

Hon. John McCallum کا اختتامی خطاب

امیگریشن، ریفیوجی اور سٹیزن شپ کے مرکزی وزیر Hon.John McCallum نے فرمایا کہ مجھے ہیومینٹی فرسٹ کی شاندار خدمات کے بارے میں بخوبی علم ہے اور آپ کی مہاجرین کی بحالی کے سلسلہ میں خدمات کا بھی علم ہے۔ لہٰذا مجھے اِس تقریب میں شامل ہو کر بے حد خوشی ہورہی ہے، امیگریشن ریفیوجی اور سٹیزن شپ کے مرکزی وزیر کی حیثیت سے یہ میری پہلی تقریر ہے۔ اس وزارت میں 'ریفیوجی' کا لفظ شامل کر کے وزیر اعظم آپ کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ مہاجرین کا معاملہ اُن کی حکومت کے لئے کتنا اہم ہے۔ یہاں وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مہاجرین کو کینیڈا میں خوش آمدید کہا جاتا ہے اور مہاجرین اِس ملک کو مضبوط بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ریفیوجی منسٹر کی حیثیت سے اِس سال کے آخر تک مشکلات میں پھنسے ہوئے 25,000 شامی مہاجرین کو کینیڈا میں آباد کرنے کی میری اوّلین ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے مجھے ہیومینٹی فرسٹ جیسے اداروں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کی فراخدلانہ خدمات کا شکرگزار ہوں۔ معزز وزیر کا خطاب نصف گھنٹہ تک جاری رہا۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کا عطیہ

وزیر موصوف کے خطاب کے بعد محترم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے جماعت احمدیہ کینیڈا کی جانب سے بطور عطیہ 27,000 ڈالرز کا چیک چیئر پرسن ہیومینٹی فرسٹ کو پیش کیا۔

اِس موقع پر شام سے نو وارد مہاجرین کو اسٹیج پر امیگریشن، ریفیوجی اور سٹیزن شپ کے مرکزی وزیر سے ملاقات کی دعوت دی گئی۔

عشائیہ کے بعد یہ کانفرنس اختتام کو پہنچی۔ اِس تقریب میں 800 سے زائد احباب وخواتین داخلہ ٹکٹ کے ذریعہ شامل ہوئے۔

اس شاندار عشائیہ کی تقریب کے بارہ میں کینیڈا کے معروف راول ٹی وی، ریڈیو اور الیکٹرونک ذرائع نے اپنے پروگراموں میں اسے جگہ دی۔

درج ذیل میڈیا کے نمائندگان نے معزز وزیر موصوف سے سوال وجواب کئے۔

CBC, CTV, CP24, City TV,

Toronto Star, Toronto Sun.

ان کے علاوہ بعض دیگر صحافیوں نے بھی شمولیت کی اور شام کو ہی میڈیا نے اس شاندار تقریب کی روداد مع تصاویر پیش کی اور اگلے روز پرنٹ میڈیا نے جلی سرخیوں اور تصاویر سے خبریں شائع کیں۔

بقیہ از سابق ممبر پنجاب اسمبلی مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب مرحوم آف سمبڑیال (چندیادیں)

اور اپنے جماعتی انداز میں ابتدا تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت اور اختتام درود شریف پڑھ کر کیا۔ اس کے علاوہ مکرم چوہدری صاحب نے کلمہ طیبہ کا بیج بھی اپنے فراخ سینہ پر آویزاں کر رکھا تھا۔ یہ تمام "غیر اسلامی" حرکتیں مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کس طرح برداشت ہوسکتی تھیں۔ قانون حرکت میں آ گیا۔ مکرم چوہدری صاحب پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298-C کے تحت مقدمات قائم ہوگئے اور چوہدری صاحب گرفتار کر لئے گئے۔ ان کے پروردہ سیاسی بر سر اقتدار دوستوں میں سے کوئی بھی مدد کے لئے نہ آیا۔

مکرم چوہدری صاحب کے جوش کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے زندان سے خاکسار کو پیغام بھیجا کہ ڈسکہ میں روزانہ دس نوجوان کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں۔ اُس وقت کے حالات کے پیش نظر محترم چوہدری صاحب کی اس ہدایت پر عمل کرنا کافی مشکل تھا۔ اتنی تعداد میں نوجوانوں کو گرفتاری کے لئے پیش کرنا مناسب نہیں تھا۔ گرفتاری کے لئے پیش ہونے والے نوجوانوں پر مخالفین کے حملوں کا بھی خدشہ تھا۔ خاکسار نے اہل الرائے احباب اور جماعتی وکلاء کی میٹنگ بلائی تا کہ باہمی مشورہ سے کوئی قابل عمل حل تلاش کیا جا سکے۔ تمام دوستوں اور وکلاء صاحبان کا مشورہ تھا کہ اِن حالات میں ایسا کرنا درست نہیں اور خلاف مصلحت بھی۔ اس قسم کی احتجاجی تحریک چلانا جماعت احمدیہ کے وقار کے خلاف ہے۔ اس لئے مکرم چوہدری صاحب کی اس خواہش پر عمل نہ ہوسکا۔ لیکن چوہدری صاحب کی کلمہ طیبہ سے قلبی محبت، جوش، ولولہ اور جذبہ کی سچائی قابل ستائش تھی۔

مکرم چوہدری صاحب مرحوم کی ضمانت کے لئے مقامی طور پر بہت کوشش ہوئی لیکن کامیابی حاصل نہ ہوسکی اور علالت طبع کے باوجود چوہدری صاحب موصوف راہ مولیٰ میں ایک عرصہ تک پابند سلاسل رہے۔ بالآخر بڑی تگ ودو کے بعد لاہور سے مکرم چوہدری صاحب کی ضمانت منظور ہوئی اور سیالکوٹ ڈسٹرکٹ جیل سے چوہدری صاحب رہا ہوئے۔ رہائی کے معاً بعد چوہدری صاحب دوبارہ خدمت سلسلہ میں مصروف ہوگئے۔ ضلع بھر کی جماعتوں کا دورہ فرماتے ہوئے اس کوشش میں تھے کہ تمام خوابیدہ جماعتوں میں بیداری کی لہر دوڑ جائے اور وہ اس کوشش میں کافی حد تک کامیاب ہوئے۔ عہدیداران جماعت ہائے ضلع سیالکوٹ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنے لگے۔ ہر عہدیدار کا احتساب بڑی نرمی اور شفقت سے کرتے تھے کہ کام کرنے والے کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو اور وہ اپنی ذمہ داری کو بھی محسوس کرے۔ ان کے اس طرز عمل اور جدوجہد سے ضلع بھر کی جماعتوں کی کارکردگی بہتر ہوگئی۔ لیکن مخالفین اور دشمن اور چوہدری صاحب کے سیاسی مخالف بھی اس امر پر کمربستہ تھے کہ مکرم چوہدری صاحب کو سزا ہو جائے ان کو مکرم چوہدری صاحب کی کوئی اور کمزوری تو قابل گرفت نظر نہ آئی۔ اس لئے وہ جماعت سے وابستگی کی آڑ میں ان پر عرصہ حیات تنگ کرنے لگے۔

(باقی صفحہ 34)

شامی مہاجرین کی بحالی کے لئے ورکشاپ، کانفرنس اور شاندار عشائیہ کی تقریب کی چند جھلکیاں

شامی مہاجرین کی بحال کے لئے ورکشاپ،کانفرنس اورشاندارعشائیہ کی تقریب کی چند جھلکیاں

شامی مہاجرین کی بحال کے لئے ورکشاپ، کانفرنس اور شاندار عشائیہ کی تقریب کی چند جھلکیاں

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے جلد از جلد اعلانات لکھ کر بھجوایا کریں۔ اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

نماز جنازہ غائب

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 27 نومبر 2015ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ امۃ الکریم نصرت صاحبہ

22 اکتوبر 2015ء کو محترمہ امۃ الکریم نصرت صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب ، کیلیفورنیا امریکہ میں 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

26 اکتوبر کو ان کی نماز جنازہ مکرم ملک وسیم احمد صاحب صدر سان ہوزے نے پڑھائی اور احمدیہ قبرستان کے قطعہ موصیان میں دفن ہوئیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 18 سال کی عمر میں وصیت کی اور 1/3 کی موصیہ تھیں۔ آپ کو 2013ء میں حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 اکتوبر کو مسجد فضل لندن میں نماز مغرب سے قبل ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا ، مکرم محمد احمد چوہدری صاحب ، کیلیفورنیا اور دو بیٹیاں محترمہ ایمن چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم عدنان ورک صاحب اور محترمہ رملہ چوہدری صاحبہ یادگار چھوڑی ہیں۔

آپ مکرم ڈاکٹر الطاف قدیر صاحب کی والدہ محترمہ سلیمہ قدسیہ صاحبہ ، ٹورانٹو اور مکرم محمد زکریا ورک صاحب ، وان نارتھ کی ماموں زاد بہن تھیں۔

مکرم عبدالمالک صاحب

29 اکتوبر 2015ء کو مکرم عبدالمالک صاحب آف ماڈرن ٹیلر گول بازار ربوہ 70 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 دسمبر کو نماز ظہر و عصر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم چوہدری عبدالغفور رندھاوا صاحب کی نماز جنازہ کے ساتھ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چھ بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم میاں محمد لئیق صاحب ، حلقہ وان نارتھ کے ماموں زاد بھائی تھے۔

☆ مکرم شریف احمد صاحب

یکم نومبر 2015ء کو مکرم شریف احمد صاحب ابن مکرم مولوی محمد الدین صاحب مرحوم سابق پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ ، جرمنی میں 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم انتخاب احمد صاحب پیس ولیج ایسٹ کے والد محترم تھے۔

☆ مکرم چوہدری حلیم احمد باجوہ صاحب

5 نومبر 2015ء کو مکرم چوہدری حلیم احمد باجوہ صاحب چیچاوطنی ضلع ساہیوال میں 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم ، مکرم مشہود احمد باجوہ صاحب ، حلقہ وان نارتھ کے والد تھے۔

☆ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب

15 نومبر 2015ء کو مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب آف راجہ جنگ ضلع قصور میں 62 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم ، مکرم محمد زکی الدین صاحب ویسٹن ارلنگٹن کے والد اور مکرم محمد داؤد اجمل صاحب زعیم انصار اللہ پیس ولیج سینٹر کے ماموں اور مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب ، رضا کار بیت الاسلام مشن ہاؤس کے چچا زاد بھائی تھے۔

☆ محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ

16 نومبر 2015ء کو محترمہ کنیز فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری سلطان احمد مانگٹ صاحب ، اونچا مانگٹ میں 61 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ مرحومہ نے پسماندگان میں ایک محترمہ شمیم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم آصف محمود چیمہ صاحب ، وڈبرج ۔ تین بھائی مکرم مظفر باٹھ صاحب ، مکرم مہدی زمان باٹھ اور محترم صداقت احمد باٹھ پیس ولیج ایسٹ اور تین بہنیں ، محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ ، محترمہ حفیظہ بیگم صاحبہ ، محترمہ نصرت چیمہ صاحبہ اہلیہ مکرم ظفر چیمہ صاحب ، پیس ولیج ایسٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ سعیدہ منظور صاحبہ

27 نومبر 2015ء کو محترمہ سعیدہ منظور صاحبہ اوکاڑہ میں 63 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ مکرم خواجہ انعام اللہ صاحب بیت الاسلام مشن ہاؤس ، مکرم شیخ لقمان احمد صاحب بریڈفورڈ ، کی خالہ اور مکرم خواجہ قمر الزمان صاحب ، خواجہ عبدالمنان صاحب حلقہ وان ، مکرم عابد مقصود صاحب ، پیس ولیج ساؤتھ ویسٹ اور مکرم خواجہ عطاء الرحمٰن صاحب ، کیلگری کی پھوپھی تھیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین۔

بقیہ از سابق ممبر پنجاب اسمبلی مکرم چوہدری محمد اعظم صاحب مرحوم آف سمبڑیال (چند یادیں)

ان حالات میں مکرم چوہدری صاحب کے لئے وطن چھوڑنے کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا۔ اس لئے وہ وطن چھوڑ کر انگلستان چلے آئے۔ مخالفین کا یہ خیال تھا کہ غریب الوطنی میں چوہدری صاحب کی عزت و تکریم ختم ہو جائے گی اور وہ اور ان کی اولاد بڑی کسمپرسی کے حالات میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ لیکن آج وہ اس کو دیکھ لیں کہ مکرم چوہدری صاحب مرحوم اور ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد بھی کتنی کامیاب باوقار اور آسودہ حال زندگی بسر کر رہی ہے۔ جب کہ مخالفین تنزل اور انحطاط کا شکار ہیں۔ نقل مکانی کے بعد بھی مکرم چوہدری صاحب لندن میں خدمت سلسلہ میں مصروف رہے۔ لیکن بیماری اور عمر کے تقاضے نے انہیں خدمت سے محروم کر دیا۔ ضلع سیالکوٹ کے آفاق پر چمکنے والا یہ روشن ستارہ لندن کی فضاؤں میں تحلیل ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

احباب جماعت کینیڈا کے لئے ایک ضروری اعلان

برائے

تجنید کینیڈا

شعبہ تجنید کینیڈا کے تحت احباب جماعت کے لئے درج ذیل چار سہولتیں موجود ہیں۔

ا۔ٹیلی فون

احباب جماعت کی سہولت کے لئے شعبہ تجنید کینیڈا میں ٹیلی فون کے ذریعے اپنے فون نمبر، پتہ کی تبدیلی اور نوزائیدہ بچوں کی تجنید کی اطلاع دے سکتے ہیں یا اپنا پیغام ریکارڈ کروا سکتے ہیں۔شعبہ تجنید آپ کے پیغام کو سُن کر کمپیوٹر سسٹم میں آپ کی دی ہوئی معلومات کو درست کرلے گا۔

براہِ کرم ٹیلی فون پر اپنا نام، ممبر کوڈ اور ٹیلی فون نمبر ضرور صاف صاف ریکارڈ کروائیں تا کہ آپ سے رابطہ کرنے میں آسانی ہو۔ پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں سڑک کا نام واضح اور ہجوں کے ساتھ ریکارڈ کروائیں تا کہ غلطی کا امکان کم ہو۔

فون نمبر اور ایکسٹینشن نمبر درج ذیل ہے:

Tel #: 905-832-2669 Ext: 2235

۲۔فیکس

شعبہ تجنید میں مندرجہ بالا معلومات پہنچانے کے لئے فیکس کی بھی سہولت موجود ہے۔یہ فیکس مشین صرف اور صرف تجنید کی معلومات کے لئے لگائی گئی ہے۔فیکس نمبر درج ذیل ہے:

Fax # : 905-832-9382

۳۔ای میل

شعبہ تجنید میں احباب جماعت اپنی معلومات ای میل (E-Mail) کے ذریعے بھی بھجوا سکتے ہیں۔ای میل کا ایڈریس درج ذیل ہے:

E-mail Address: tajnid@ahmadiyya.ca

۴۔ویب سائیٹ

شعبہ تجنید میں احباب جماعت اپنی معلومات ویب سائیٹ کے ذریعے آن لائن (On-Line) بھی بھیج سکتے ہیں۔ویب سائیٹ کا پتہ درج ذیل ہے:

Website: http:/www./ahmadiyya.ca/memberservices

احباب جماعت سے درخواست ہے اپنی معلومات جلد سے جلد درست کروانے کے لئے مندرجہ بالا طریق کار سے فائدہ اٹھائیں۔شکریہ!

شعبہ تجنید۔جماعت احمدیہ کینیڈا